بِل اور بِلّا

ناموسِ صحابہؓ بِل

(آئینہ حقائق میں)

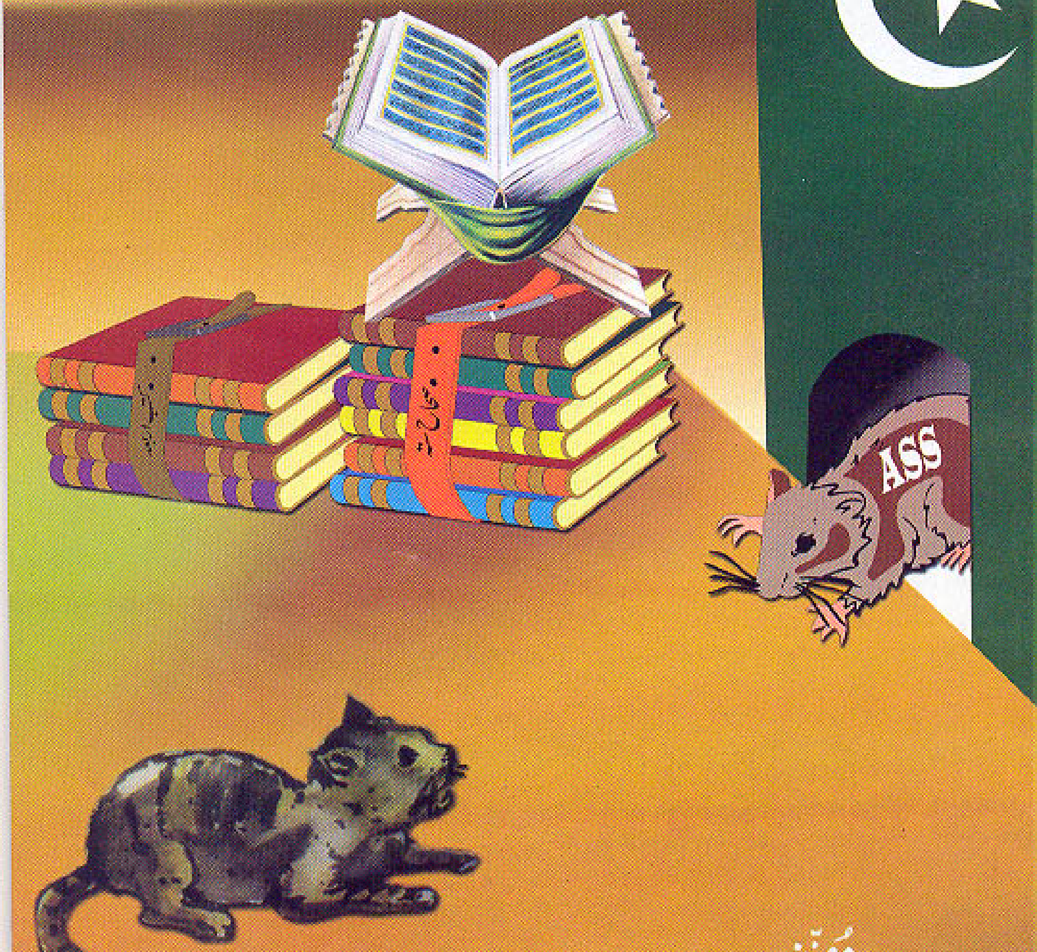

مُصنف

عبدُالکریم مُشتاق

40

بِل اور بِلاّ

ناموسِ صحابہؓ بِل

(آئینہ حقائق میں)

ازقلم
عبدالکریم مشتاق

پیشکش
مکتبۃ الدفاع۔ کراچی

کیا امت صحابہؓ کے فیصلوں کی پابند ہے؟

حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا جواب

"بالفرض اگر صحابہؓ نے کسی مسئلے پر متفقہ فیصلہ دیا ہو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بعد میں آنے والی مسلمان نسلیں صحابہؓ کے اس فیصلے کی پابند ہوں گی یا نہیں؟

میری رائے میں یہ ضروری ہے کہ اس سلسلے میں "امر واقعی" سے متعلق اور "امر قانونی" سے متعلق فیصلے میں تمیز کی جائے۔ اول الذکر معاملے (امر واقعی) میں مثلاً" جب یہ سوال اٹھا کہ معوذتین نام کی دو چھوٹی سورتیں قرآن کا حصہ ہیں یا نہیں اور صحابہ نے اجماعی طور پر فیصلہ دیا کہ وہ (سورہ فلق اور سورہ ناس) قران کا حصہ ہیں۔ تو ہم ان کے فیصلے کے پابند ہیں بدیہی طور پر کیونکہ اس معاملے میں صرف صحابہؓ اس حیثیت میں تھے کہ انہیں اس کا علم ہوتا۔

موخر الذکر معالے۔ (امر قانونی) کی صورت میں یہ مسئلہ محض تعبیر اور اجتہاد کا ہے۔ لہٰذا میں امام کرخی کی سند پر یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ بعد کے آنے والے مسلمان صحابہؓ کے فیصلے کے پابند نہیں۔ کرخی کا قول ہے کہ صحابہؓ کی سنت ان معاملات میں لازم ہے۔ جن میں قیاس سے کام نہیں لیا جاسکتا (قرآن و سنت رسولؐ) مگر جن معاملات میں قیاس سے کام لیا جاسکتا ہے ان کی پابندی لازم نہیں۔"

(اقبال اور اجتہاد)

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	فرمان الٰہی	۴
۲	دعوت مطالعہ	۵
	(معزز ارکان سینٹ، قومی وصوبائی اسمبلی اور محترم زعماء کرام)	
۳	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۷
۴	پاکستان نعمت خداوندی ہے	۸
۵	مخصوص ٹولہ	۹
۶	فرقہ واریت کا زہر	۱۰
۷	شرانگیزی سے غفلت باعث زوال ہے	۱۰
۸	غلط پروپیگنڈا	۱۰
۹	فتنہ انگیز بل	۱۰
۱۰	صحابہ کرامؓ سے ملت جعفریہ کی عقیدت مندی	۱۱
۱۱	تکریم تابعین	۱۲
۱۲	تحفظ ناموس صحابہ	۱۳
۱۳	تکفیر جائز نہیں	۱۴
۱۴	فتویٰ دارالعلوم دیوبند	۱۵
۱۵	شیعہ موقف	۱۵
۱۶	مجوزہ بل پر عبوری گفتگو	۱۷

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۲۲	احترام صحابہ کسی بل کا محتاج نہیں	۱۷
۲۳	قرآن اور صحابہ	۱۸
۲۸	صحابہ اور احادیث	۱۹
۳۱	حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کو اصحاب کے بارے میں وصیت	۲۰
۳۲	قرآن و حدیث میں صحابہ کی مدحت	۲۱
۳۴	سیاسی اختلاف	۲۲
۳۵	صحابہ کی باہمی رنجش اور دینی اختلافات	۲۳
۳۷	حضرت عمر عشرہ مبشرہ میں شامل اصحاب کا خون بھی مباح خیال کرتے تھے	۲۴
۳۸	حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمان کے قتل کا فتویٰ جاری کیا	۲۵
۳۸	معاویہ کا اہل بیتؑ رسولؐ پر سب و شتم	۲۶
۳۹	تنقید توہین نہیں ہوتی	۲۷
۳۹	حدیث تقریری	۲۸
۴۱	خاتون جنتؑ کا طرز عمل	۲۹
۴۲	دشمن کا پرانا حربہ	۳۰
۴۳	نظریاتی اختلاف کے باوجود باہمی اتفاق ممکن ہے	۳۱
۴۵	مسلمان ایک عمارت ہیں	۳۲
۴۶	حکومت پنجاب کا پریس نوٹ	۳۳

بسم اللہ تعالیٰ

معزز ارکان سینٹ، قومی و صوبائی اسمبلی اور محترم زعماء کرام

السلام علیکم!

ہر محب وطن پاکستانی کو احساس ہے کہ ملک کی بقا و استحکام قومی یک جہتی اور اتحاد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں عصبیت اور فرقہ وارانہ منافرت نے جو سنگین صورت پیدا کر رکھی ہے۔ اس پر قوم کا ہر فرد تشویش ظاہر کرنے لگا ہے بے شک فرقہ واریت کی بناء پر چھوٹے موٹے تنازعے ماضی میں بھی ہوتے رہے لیکن حالیہ چند برسوں میں جس طرح مذہبی تعصب کی بنیاد پر باقاعدہ منظم تنظیموں نے فرقہ واریت کا زہر پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے اس کے نتیجے میں قومی وجود کو خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔ اگر اس رجحان کی حوصلہ شکنی نہ کی گئی تو اس غفلت کے باعث بھیانک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ فرقہ پرستی کی موجودہ روش نے ہمارے اسلامی جذبہ اخوت کو مجروح کر رکھا ہے۔ ایک فرقہ دوسرے کو کافر ٹھہراتا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتا ہے۔ اب تک ہمدرد قوم اکابرین' ارباب حکومت اور رائے عامہ کی تشکیل و ترتیب کرنے والے تمام اداروں نے جملہ مسالک کے علماء اور واعظین سے گزارش کی ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی آگ کو بجھانے اور اسلامی بھائی چارہ کی فضا کو برقرار رکھنے میں اپنی پرخلوص کاوشوں کو بروئے کار لائیں اور اگر کوئی شوریدہ سر عنصر کسی وقتی اشتعال کا شکار ہو کر فتنہ انگیزی پر اتر آئے تو اس کی ہمت افزائی کرنے کے بجائے اس کی سرکوبی کریں کیونکہ اسلام اور پاکستان کے اندرونی و بیرونی دشمنوں کو ہمارے نظریاتی حصار اور قومی وجود کو ختم کرنے کے لیے فرقہ واریت کے مسلک ہتھیار کو استعمال کرنا سب سے آسان طریقہ نظر آتا ہے۔ لیکن المیہ ہے کہ اس دردمندانہ اپیل کے باوجود فرقہ پرست عناصر اپنے مذموم عزائم سے باز نہیں آتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی

ہے کہ ایسے عناصر کو اپنا کام کرنے کی کھلی آزادی حاصل ہے۔ جس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ جگہ جگہ فرقہ وارانہ تشدد کے مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حالات اس نہج پر آچکے ہیں کہ اب پرامن شہریوں کا پیمانہ صبر چھلکنے لگا ہے۔

قومی تعمیر و ترقی کی حوالے سے جب ہم اس شدت پسندی اور عدم تعاون کے رجحان کو دیکھتے ہیں اور قوم کے مختلف طبقوں کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا پاتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ہم اپنے آپ کو اسلام جیسے آفاقی دین کا پیروکار کہلواتے ہیں جس کے معنی ہی امن و سلامتی کے ہیں۔ قرآن مجید میں مسلمان کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ آپس میں رحمدلی اور محبت کا برتاؤ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسلام ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا سبق سکھاتا ہے۔ چنانچہ اس سبق کی روشنی میں ہم ایک فکری تحریر آپ کے سپرد کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ جسے آپ نے قرآن و حدیث اور تاریخ و منطق کی کسوٹی پر جانچ کر آزادانہ رائے قائم فرمانا ہے کہ توہین صحابہؓ کے بارے میں پیش کیا جانے والا مجوزہ بل اسلام اور پاکستان کے مفاد میں ہے یا نہیں؟

چونکہ قوم نے ملکی مفادات کے تحفظ، عادلانہ نظام کی تشکیل اور شہری حقوق کی پاسداری کے لئے آپ پر اعتماد کیا ہے لہٰذا یقین ہے کہ آپ اپنی ذاتی فکر اور فرقہ وارانہ جذبات سے بالاتر ہو کر اس عرضداشت کو شرف مطالعہ عنایت فرمائیں گے۔

خدا آپ کا اور ہمارا حامی و ناصر ہو

خیر اندیش

عبدالکریم مشتاق

فرمان الٰہی

دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت اور گمراہی کی راہیں واضح کردی گئی ہیں اب جو طاغوت (شیطان) کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ ایسے مضبوط رشتے سے وابستہ ہوجاتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

(القرآن المجید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ خلاق عالمین ہی کے لئے حمد مخصوص ہے۔ جو انسانی فطرت سے خوب واقف ہے پاک و بزرگ ہے وہ ذات باری تعالیٰ جس نے مختلف الخواص عناصر اور متضاد المزاج مفردات کو متحد کر کے انسان کو عدم سے وجود عطا کیا۔ اور اس تقویم احسن پر اظہار فخر و ناز فرمایا۔ چنانچہ جب تک ان اجزائے ترکیبی کا اتحاد قائم رہتا ہے انسان زندہ رہتا ہے۔ جونہی یہ متحدہ اکائیاں داخلی یا خارجی عوامل کے غلبے کی وجہ سے انتشار کا شکار ہوتی ہیں تو حیات انسانی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے دراصل یہ قانون فطرت پوری کائنات میں رائج ہے کہ اتحاد میں حرارت ہستی ہے اور نفاق میں جمود نیستی۔

اب انسان کو چونکہ خالق نے بعض امور میں صاحب ارادہ و قدرت پیدا کیا ہے۔ اس لئے حکم دیتا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ مل کر تھامے رکھو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔ خلاق عالم کے اس حکم کی تبلیغ ہر نبی و مرسل نے کی۔ سلام ہو ان تمام مبعوث نبیوں پر جنہوں نے اتحاد اور یگانگت کا پرچار کیا اور نوع انسانی کو متحد رہنے اور فرقہ واریت سے احتراز کرنے کی تلقین فرمائی ہے درود و سلام ہے خاتم النبین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جنہوں نے اتمام حجت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مسلمان آپس میں متحد رہیں اگر کوئی ان میں اختلاف پیدا کرے گا تو اس پر اللہ کی' رسول خدا کی' فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی لیکن بدقسمتی سے جب کوئی نبی و رسول اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف منتقل ہوا تو اس کی امت انتشار کا شکار ہوگئی اور گروہ بندیوں میں الجھ کر رہ گئی جس کے نتیجے میں بربادی اس کا مقدر ٹھہری۔ مقام صد افسوس ہے کہ مسلمانوں نے گذشتہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے خدا و رسول کے اس تاکیدی حکم سے چشم پوشی کرنے میں امم سابقہ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور اتنا آگے بڑھ گئے کہ تباہی کے دہانے پر کھڑے اپنی

موت کا انتظار کر رہے ہیں اسلام کے دشمن نے اس اندرونی نفاق سے جس طرح اپنا الو سیدھا کیا امت مسلمہ کی موجودہ خستہ حالی اور پس ماندگی اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں مکافات عمل کا قانون اٹل ہے وہ مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی رعایت کرتا ہے نہ دریغ لہذا جب امت نے رسول صادقؐ کے حکم کی نافرمانی کی اس سرتابی پر مقررہ سزا کی مستوجب ٹھہری۔ اتفاق کی برکت سے محروم ہوگئی اور نفاق کا طوق لعنت گلے میں پہنا دیا گیا بے شک اللہ سرکشوں نافرمانوں اور مجرموں سے انتقام لینے والا ہے لیکن مسلمانوں کی تاریخ کے کالے اوراق کا مطالعہ کرنے پر ہر صاحب نظر پر منکشف ہوجاتا ہے کہ کس طرح خدا اور رسولؐ کے اس تاکیدی حکم کی مخالفت میں اتحاد ملت کو پارہ پارہ کیا گیا ماضی کے ان خونچکاں ابواب کو دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اکثریت نے اس ناقابل تلافی نقصان سے عبرت حاصل نہیں کی بلکہ اتحاد شکن طاقتیں روز افزوں عروج پاتی رہیں ماضی کے سازشی چہروں پر ڈالی گئی سفید نقابیں تاریخ نے کسی رعایت کے بغیر الٹ دی ہیں ان کی شناخت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے ان کی مہمات کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور تبدیلی حالات کے ساتھ یہ شریر عناصر اپنے چہرے بدلتے رہتے ہیں اور اپنے طرز عمل کو بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں لہذا بسا اوقات ان کو پہچان لینے میں تھوڑی وقت ضرور پیش آجاتی ہے مگر دیکھنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں جو ان کے حرکات و سکنات کا بنظر غائر جائزہ لے کر ان کا تعاقب کرتے ہیں اور پس منظر میں سرگرم عمل ہاتھوں تک بہ آسانی رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

پاکستان نعمت خداوندی ہے

"پاکستان" اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس کی حفاظت ہر پاکستانی کا فریضہ ہے. جو کوئی بھی صوبائی عصبیت لسانی تعصب یا فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہا ہے وہ بلاشبہ ملک و ملت کو شعوری یا لاشعوری طور پر تباہ کردینے میں مصروف ہے منافرت کیسے بھی ہے ہر حالت میں تباہ کاری کی اساس ہے پاکستان آج کل عصبیتوں کی آماجگاہ بن چکا ہے اور عالم اسلام کی دیگر ریاستوں کی مانند انتہائی پر آشوب دور سے گزر رہا ہے عصر حاضر کی ابلیس قوتیں اپنے جملہ وسائل اور افرادی طاقت کے بل بوتے پر اسلام کو ملیامیٹ

کرنے میں شب و روز پوری تندہی سے کمربستہ ہیں ان کا جدید ترین ہتھیار فرقہ واریت کو ہوا دے کر مذہبی منافرت کی آگ کو بھڑکانا ہے۔ کیونکہ کہ ارض پر جتنا بے گناہ خون مذہب کے نام پر بہایا گیا ہے اور کسی بات پر نہیں آج بھی مذہب کی آڑ لے کر بھائی کو بھائی سے لڑایا جا رہا ہے۔ استعماری اور سامراجی شیاطین اپنے کارندوں کے ذریعے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جڑوں کو اکھاڑنے کی کوششوں میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں وہ عجیب مکاری کے ساتھ بڑے ڈرامائی انداز میں مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے ملت اسلامیہ کی قوت کو پاش پاش کرنے میں مشغول ہیں لہٰذا ہر سچے مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو دشمنان اسلام کی ان گھناؤنی سازشوں سے آگاہ کرے اور اتحاد بین المسلمین کے مقدس مشن کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں خلوص نیت کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ ملت اسلامیہ کے اندر اتحاد و اخوت کی فضا کو قائم کرنے کی مخلصانہ کوشش کرنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔

مخصوص ٹولہ

ایک مخصوص فسادی ٹولہ یقیناً" ملکی و غیر ملکی دشمنوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے جس طرح ابلیس نے توحید خداوندی کی آڑ لے کر خلیفۃ اللہ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اور متکبرین کا سرخیل بن گیا' بعض اصحاب رسولؐ نے مسجد ضرارہ کی تعمیر کر کے امت میں رخنہ اندازی کی' خوارج نے لاحکم الا اللہ کا نعرہ بلند کر کے دین میں تفریق ڈالی اور خود اسلام سے اس طرح نکل گئے جیسے تیر کمان سے---
اسی طرح یہ فسادی اور یہودنواز ٹولہ صحابہ کے دفاع کی آڑ میں ان کی سیاہ کا بیج لگا کر پورے ملک میں علانیہ دہشت گردی میں سرگرم عمل ہے۔ یہ عاقبت نااندیش گروہ بیرونی طاقت مستعمار کے نشے میں یہ بھول گیا ہے کہ جس ملت اسلامیہ کا قلع قمع کرنے کا خواب وہ دیکھ رہا ہے وہ ہرگز شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا کیونکہ جس قوم کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دینے کا وہ متمنی ہے یہ بازو اس کے آزمائے ہوئے ہیں اور آزمائے ہوئے کو آزمانا جہالت ہے۔ حسینی جیالے آلام و مصائب کی بھٹیوں سے ہمیشہ کندن بن کر نکلے ہیں ان کی تاریخ حریت و شہادت کے سنہرے کارناموں سے مزین ہے یہ قوم اپنے دین کی صداقت اور اپنے پیشواؤں کی حقانیت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی خوگر ہو چکی ہے

فرقہ واریت کا زہر

ہم مسلمان ہیں اور اسلام امن و سلامتی کا دین ہے ہم اپنے پیغمبرؐ کی اس تعلیم کو کسی لحہ بھی فراموش کرنے پر تیار نہیں کہ مسلمان پر مسلمان کا خون حرام ہے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ انتہا پسندی فرقہ وارانہ منافرت اور عصبیت کے زہر سے بچے۔ فرقہ واریت کی وبا کو پھیلنے سے روکے کیونکہ تشکیل پاکستان امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کی متحدہ جدوجہد کا نتیجہ ہے لہذا بقائے مملکت اور استحکام ملی کے لئے بھی جملہ مکاتب کی باہمی روا داری اور آپس کا اتفاق قائم رکھنا لازمی ہے۔

شرانگیزی سے غفلت باعث زوال ہے

پاکستان کی سلامتی پاکستانیوں کی مذہبی آزادی کے لئے بلکہ ان کی اقتصادی ترقی اور سماجی عزت و ناموس کے لئے بھی اشد ضروری ہے۔ پس اس وطن عزیز کی جو نعمت خداوندی ہے کی قدر کرنا ہم سب کا فریضہ ہے اصلاح کے نام پر فساد برپا کرنے والے ملک و ملت کے بدخواہ عناصر اللہ کی عطا کردہ اس نعمت کو ضائع کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ ان کی شرانگیزیوں سے خبردار رہنا ہر پاکستانی کی اخلاقی' معاشرتی اور دینی ذمہ داری ہے اور ایسے بنیادی فرائض سے غفلت برتنا قوموں کے زوال کی راہوں کو ہموار کرتا ہے۔

غلیظ پروپیگنڈا

ملت جعفریہ کے خلاف یہ بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ وہ تمام صحابہ کو برا جانتے ہیں حتی کہ سادہ لوح عوام کو مشتعل کرنے اور ان کے جذبات کو ابھارنے کے لئے یہاں تک الزام لگایا جاتا ہے کہ شیعہ معاذ اللہ اصحاب رسول کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ اس تہمت میں رتی بھر بھی سچائی نہیں ہے۔

فتنہ انگیز بل

فتنہ پرور اور مفسد عناصر آج کل پاکستان کی قومی اسمبلی سے ایک بل منظور کروانے کی کوشش میں مصروف ہیں جس میں توہین صحابہ کی سزا موت تجویز کی جا رہی ہے ہماری اس تحریر کا حقیقی مقصد بیان یہی بل ہے اسمبلی میں مذکورہ بل پیش ہوتا ہے

یا نہیں۔ نیز اسے منظور کیا جاتا ہے یا مسترد فی الحال ہمیں ان امور پر کچھ اظہار خیال کرنا منظور نہیں۔ البتہ پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ارباب حکومت اور معزز ارکان پارلیمنٹ کو صائب مشورہ یہ ہے کہ توہین صحابہ کی سزا موت ہو یا تعزیر بہر حال سب سے پہلے مقام "صحابیت" کا تعین کرنا بہت ضروری ہے پھر "توہین" کی تشریح اور اس کی معنوی وسعت سے آگاہی مطلوب ہے لہٰذا ان ضروری توضیحات کی روشنی میں مسلم، متفق بین الفریقین مفہوم کے حصول کی خاطر حکومت وقت اتحاد امہ کے مقدس مقصد کے لئے ایک خصوصی نشست کا اہتمام کرے جس میں ہر مکتب اسلامی کے انصاف پسند، معتدل، رواداری اور جید علماء کرام و دانشور احباب مدعو کئے جائیں جو باہمی گفت و شنید کے بعد ایک قابل قبول لائحہ عمل مرتب کریں۔

صحابہؓ کرام سے ملت جعفریہ کی عقیدت مندی

اس سلسلے میں ہمارا موقف بالکل صاف اور عیاں ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہلبیت معصومین علیہم السلام کے بعد امت کے بہترین بزرگ اعتقاد کرتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ کے کسی ایک بھی مخلص صحابیؓ سے پرخاش رکھتا ہے اس کو شیعہ تسلیم نہیں کرتے ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کہ شرپسند عناصر ہم پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کی عزت نہیں کرتے اور دوستان رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں واللہ یہ سفید جھوٹ ہے کہ ہم نبیؐ کے صحابہؓ کی توہین کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان خوش بخت ہستیوں کے توسل سے بارگاہ سامع الدعوات میں اپنی دعائیں عرض کرتے ہیں ہمارا یہ طرز عمل اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ ہم صحابہؓ رسولؐ کے شیدائی اور حب دار ہیں۔ ان کے فضائل جلیلہ کے معترف اور ان کے مناقب کے معتقد ہیں چنانچہ ہم اپنی دعاؤں میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ۔

یا الٰہی! اپنی رحمت نازل فرما اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جنہوں نے حق صحبت کو نہایت خوبی سے ادا کیا۔ ان اصحاب (باوفا) نے ہر طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو رسول خداؐ کی اعانت میں گوارہ کیا۔ ان نیک اصحابؓ نے مل کے اللہ کے رسول کی مدد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور ان سعادت مند صحابیوں نے

سرور عالمؐ کی رسالت حقہ کو تسلیم کرنے میں جلدی فرمائی۔ حضورؐ کی دعوت حق کی اجابت میں ان برگزیدوں نے پہل کی۔ جب اللہ کے رسول برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان بندگان خدا کو اپنی رسالت کی حجتیں بتائیں تو ان بزرگوں نے بلا توقف قبول کیا۔ اور حضورؐ اکرم کے کلمات طیبات کو ظاہر کرنے کی وجہ سے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا۔ نبیؐ کریم کی نبوت کے اظہار میں اپنے آباؤ اولاد کو قتل کیا۔ جب ان اصحاب باتمکین نے جناب رسالتؐ مآب کا دامن تھاما تو ان کے کنبے و خاندان کے افراد نے ان سے بائیکاٹ کر لیا اور جب وہ پیغمبرؐ کی قربت میں آئے تو ان کے رشتہ داروں نے ان سے اپنے تمام ناطے توڑ لئے۔

پس اے اللہ! ان اصحابؓ کبار کی ان (ناقابل فراموش) باتوں کو مت بھول جو ان رفقاء رسولؐ نے تیری خوشنودی کے لئے چھوڑی ہیں۔ اور (اے خدا!) تو ان (معظم) دوستان رسولؐ کو اپنی رضامندی سے خوب راضی کر دینا کیونکہ ان جلیل القدر صحابہؓ نے خلقت خدا کو تیری طرف جمع کر دیا اور تیرے رسولؐ کے ساتھ دعوت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔

الٰہی! یہ اصحاب النبیؐ شکر کرنے کے لائق ہیں کیوں کہ انہوں نے اپنی قوم و خانوادے اور وطن و گھر کو تیری خاطر چھوڑا۔ اپنے عیش و آرام کو ترک کر کے معاشی تنگ دستی کو تیرے لئے اختیار کیا۔

بار الٰہا! ایسے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباع کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرما۔

تکریم تابعین

ایسے تابعین جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت کر اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم میں سے ایمان لانے میں سبقت لے گئے ہیں۔ وہ تابعین ایسے ہیں کہ ان اصحاب مکرمین کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اور ان کے نشانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ان کی ہدایت کی اقتدا کرتے ہیں جن کو کوئی شک ان کی نصرت میں نہیں آتا۔ جن کے دلوں میں کوئی شبہ ان کے آثار کی پیروی میں نہیں آتا۔

کیسے تابعین۔ جو معاون و مددگار اصحابؓ کے ہیں جو ان کی ہدایت کے مطابق رہتے

ہیں اور انکے موافق ہدایت پاتے ہیں اور جو محمدؐ کے اصحابؓ سے اتفاق رکھتے ہیں اور جو کچھ ان گرامی قدر اصحاب نے ان تک پہنچایا ہے اس میں ان بزرگوں پر کچھ تہمت نہیں کرتے۔

یا اللہ! رحمت نازل فرما ان اصحاب کی اتباع کرنے والوں پر آج کے دن جس میں ہم (موجود) ہیں تا قیامت اور ان کے بال بچوں پر۔ (آمین)

یہ عبارت در اصل ہماری فقہ کے چوتھے امام حضرت سید الساجدین ' امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام کی ایک مناجات کے اقتباس کا ترجمہ ہے جو "صحیفہ کاملہ" میں موجود ہے۔

جس شخص میں تھوڑا سا بھی انصاف کا مادہ ہے یا ایمان کی رمک ہے اس پر تو ہم پر لگائے جانے والی اصحاب دشمنی کے بہتان کی قلعی ضرور کھل جانی چاہیے۔ صحابہ کی جلیل القدر جنتی جماعت کے ایسے مناقب ' فضائل اور مراتب کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے بھی اگر کوئی ہمیں نفرین صحابہ کی تہمت سے متہم کرتا ہے، تو پھر اس کا سبب ہٹ دھرمی یا سیاسی عداوت ہی ہو سکتی ہے۔

ورنہ اللہ ' رسول اللہ ' اور ارواح پر فتوح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو گواہ بنا کر عادل العادلین پروردگار کی بارگاہ میں عرض گزار ہیں کہ بار الہا۔ تجھے معلوم ہے کہ ہم اس الزام سے بری ہیں لہٰذا ہم یہ معاملہ تیری جانب لوٹاتے ہیں اور تجھے تیرے محبوب رسولؐ کے منظور نظر اصحابؓ کا واسطہ دیتے ہیں کہ سچ و جھوٹ کا فیصلہ صادر فرما۔ کیونکہ لوگ تیرے اس فرمان کو قابل توجہ نہیں سمجھتے ہیں۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور اللہ کے واسطے کے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری ذات تمہارے والدین اور تمہارے رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب ہو۔ اللہ تم سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اور اگر تم نے لگی لپٹی کہی (سب برابر کہا یا فاسق کو مزعومہ اجتہاد کا تحفظ مہیا کیا) یا سچائی سے پہلو کو بچایا۔ (دونوں کو حق پر قرار دیا) تو جان رکھو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔" (سورہ نساء آیت ۱۳۵)

تحفظ ناموس صحابہؓ

ملت جعفریہ کا یہ محکم ایمان، کامل یقین اور پختہ عقیدہ ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانثار اصحاب رضی اللہ عنہم کا مرتبہ اور درجہ تمام امت سے بلند ہے۔ اور تحفظ ناموس صحابہ ہمارے مذہبی منشور میں داخل ہے تو پھر کسی بھی باشعور اور باعلم شخص کو یہ تصور ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ کہ شیعہ صحابہ کرام سے نعوذ باللہ کوئی پرخاش عداوت یا دشمنی رکھتے ہیں یا ان کی شان میں تنقیص کر کے کسی قسم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں صحابہ کے بارے میں شیعہ امامیہ کی رائے انتہائی معتدل اور مناسب ترین ہے۔ علمی میدانوں میں شکست کھا جانے کے بعد ہمارے دشمن اپنی شکست خوردہ ذہنیت کے مظاہرے بازاروں میں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور تمام ناجائز حربے آزمانے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ کافر قرار دے کر اسلامی معاشرے میں سے خارج کر دینے کی منحوس کوشش کی جانے لگی ہے

تکفیر جائز نہیں

تمام مکاتب اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر جائز نہیں ہے مثلاً "شارح صحاح ستہ علامہ مولوی وحید الزمان اہلحدیث تحریر کرتے ہیں کہ۔

"جس شخص نے اپنے بھائی کو جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر ضرور کفر لوٹ چکا (اگر جس کو کافر کہا وہ واقعی کافر ہے اور کہنے والا سچا ہے تو کافر ہو گا۔ ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا) یہ اپنے بھائی مسلمان کی تکفیر کرنے کی وجہ سے خود کافر ہو جائے گا۔

(لغات الحدیث مولوی وحید الزمان کتاب ک ص ۷۹)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "اہل قبلہ کی تکفیر نہ کیا کرو"

ملا علی قاری عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ

"علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجہیں کفر کی ہوں تو بھی ایک وجہ اسلام کی جو ہے اس کو ترجیح دی جائے گی۔ یعنی اس کو کافر نہ کہا جائے گا"

(شرح فقہ اکبر بحوالہ کلمات خیر ص ۱۷)

اور قرآن مجید میں تو صاف حکم دیا گیا ہے کہ
"جو کوئی تم کو سلام کرے تو نہ کہا کرو کہ وہ مومن نہیں ہے"

فتویٰ دارالعلوم دیو بند

دارالعلوم دیوبند بھارت کے مفتی اعظم جناب سید احمد علی صاحب سعید نے حال ہی میں ایک تفصیلی فتویٰ جاری کیا ہے جسے رسالہ "توحید" مطبوعہ قم ایران نے اپنے ماہ مئی جون ۱۹۸۸ء کے شمارہ کے صفحات ۸۱ تا ۸۳ پر نقل کیا ہے اس کے چند اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ روافض (شیعہ) پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ لگانا غیر شرعی جسارت ہے۔ محدث یا فقہائے مجتہدین میں سے کسی نے بھی فرقہ شیعہ پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ ص ۸۱

۲۔ پھر کس طرح کہہ دیا جائے کہ تمام شیعہ کافر ہیں ص ۸۳

۳۔ موجودہ وقت میں جو کچھ ہے مفاد پرستوں' اقتدار پرستوں کا ایک نیا فتنہ ہے جو بلا استثنا اور قیود کے مسلمانوں کے ایک فرقے پر خواہ وہ مبتدع ہی کیوں نہ ہو کفر کا فتویٰ دے کر آپس کی خون ریزی اور فسادات کا ایک نیا دروازہ کھولنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ علماء حق اور مفتیان عظام کی ذمہ داری ہے کہ حتی المقدور اس فتنے کو دبا دیں اور ختم کر دیں۔

شیعہ موقف

صحابہ کے بارے میں ہمارا موقف اور طرز عمل کتاب الہیٰ اور سنت نبوی کے عین مطابق ہے ویسے تو کتب فریقین میں اصحاب کی تعداد سوا لاکھ سے بھی زیادہ لکھی گئی ہے لیکن ان کی خدمات و کارگزاری کے لحاظ سے ان کے مراتب و درجات میں یقیناً" فرق ہے۔ جب کہ عامۃ المسلمین ہماری طرح اصحاب کے مراتب میں کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ ان کے لئے صرف لفظ صحابی کی سند کافی ہوتی ہے اور جس کسی کے نام کے ساتھ صحابی کا لفظ لکھا ہوا سے مجسمہ تقدس قرار دے کر ہر مسلمان کے لئے

اس کی پیروی کرنا واجب قرار دے دیا جاتا ہے اور جو کوئی اس غیر فطری و نا معقول نظریئے کی مخالفت کرے اسے نشانہ غیض و غضب بنایا جاتا ہے۔

خوش قسمت شیعہ باب مدینتہ العلم کے جاروب کش ہونے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں لہٰذا دین فطرت و معرفت کو عقل کی روشنی میں سیکھتے ہیں اور کورانہ تقلید کرنے کی بجائے نیک و بد اور اچھائی و برائی میں تمیز کرنا اپنا فطری و دینی حق سمجھتے ہیں لہٰذا انہوں نے کمال احتیاط سے اقوال خدا اور رسولؐ کی روشنی میں شناخت کی کسوٹی مقرر کر لی ہے وہ تمام صحابیوں کو عادل تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے کیونکہ یہ نظریہ عقلاً" مہمل اور واہیات ہی نہیں بلکہ قرآن و سنت کے صریحاً" خلاف ہے مگر وہ ان اصحابؓ رسول رضوان اللہ علیہم کو ضرور عادل اور لائق تقلید اعتقاد کرتے ہیں جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آخری وصیت پر خلوص دل سے عمل کیا جب حضورؐ نے امت کو ہر گمراہی سے نجات پانے اور سب مسائل کا حل تلاش کرنے کا واحد طریقہ اس طرح تعلیم فرمایا کہ۔

> "میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ جو ایک دوسرے سے بھاری ہیں ہرگز آپس میں جدا نہ ہوں گی۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہل بیت اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے"

(یہ حدیث سنی شیعہ کے ہاں تسلیم شدہ ہے)

چنانچہ جب کبھی ہم کسی شخصیت سے وابستگی کرنے لگتے ہیں تو اپنے رسولؐ صادق کے بتائے ہوئے معیار کا خصوصی لحاظ کرتے ہیں۔ متمسکین ثقلین کو ہدیہ تسلیم پیش کرتے ہیں اور متخلفین سے اظہار برات کر لیتے ہیں اور اس انتخاب میں کورانہ تقلید، سیاسی ناموری، مادی مفاد، مکارانہ رواداری یا دوغلے پن سے قطعاً" اجتناب برتتے ہیں۔ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی عترت اہل بیتؑ کا دشمن، مخالف بد خواہ، موذی اور حریف ہماری نظر میں صحابی ہے نہ تلفی ہم وڈیروں کے جرائم پر نہ تو کسی اجتہاد کا پردہ ڈالنا پسند کرتے ہیں اور نہ منہ میں رام رام بغل میں چھری لئے پھرنے والے کسی طالع آزما کی استبدادی شان و شوکت سے مرعوب ہوتے ہیں۔ جہاں

ہم بہانگ دہل کہتے ہیں کہ اصحاب محمدؐ کا دشمن شیعہ تو کجا مسلمان بھی نہیں وہاں یہ بھی اعلان کرتے ہیں محمدؐ کا ایک بھی وفادار صحابی اہل بیت محمدؐ کا دشمن نہیں ہو سکتا ہے اور اگر کوئی بدبخت عترت رسولؐ کا دشمن ہے تو ہرگز صحابی رسولؐ نہیں ہو سکتا۔ منافق ہے' مردود ہے' لعنتی ہے اور جہنمی ہے پس ایسے موذی کا دفاع کرنے والا ظالم فاسق 'ملعون اور دوزخی ہے۔

مجوزہ بل پر عبوری گفتگو

یہ تحریر توہین صحابہ پر موت کی سزا دینے کے بارے میں قومی و صوبائی اسمبلی میں پیش کئے جانے والے مجوزہ بل کے منظر عام پر آنے سے قبل قلمبند کی جا رہی ہے اس کی آئینی ' قانونی اور پارلیمانی حیثیتوں کے بارے میں کچھ اظہار خیال کرنا قبل از وقت ہے تاہم اس کی مذہبی وقعت پر تبصرہ و تنقید کرنا ہمارا شہری حق ہی نہیں دینی فریضہ بھی ہے۔

ہمارے مخاطبین مقتدر ایوانوں کے معزز ارکان ہیں جن کو عوام نے قانون سازی جیسے اہم کام کے لئے منتخب کیا۔ لہٰذا اپنے ان دانشمند قارئین سے عدل و انصاف کی پوری توقع رکھتے ہیں اور التماس کرتے ہیں کہ از راہ نوازش ہماری معروضات کا مطالعہ خصوصی توجہ سے فرمائیں۔

۱۔ گرامی قدر ممبران! ہماری اولین گزارش یہ ہے کہ اس طرح کا بل اسمبلی میں پیش کرنا کتاب و سنت کے خلاف بدعت ہے کیونکہ عہد رسالتؐ مآب ' خلفائے اربعہ یا دیگر شرعی مملکتوں نے ماضی میں اس طرح کا کوئی قانون مرتب نہیں کیا ہے اس لئے کہ کتاب و سنت میں اس کا جواز دستیاب نہیں ہے۔

۲۔ صحابہ کا عقائد اسلام و ایمان سے کسی بھی طرح کا کوئی دینی تعلق ثابت نہیں ہے کسی کے مسلمان ہونے کے لئے کسی صحابی کی صحابیت کا اقرار یا ان کی مدح و منقبت کرنا کسی بھی اسلامی مکتب فکر میں ضروری نہیں ہے۔

۳۔ مسلم امہ لفظ "صحابی" کی کسی ایک مسلمہ تشریح پر متفق نہیں ہے صحابی کے مفہوم پر امت میں اختلاف ہے۔ جب تک متفقہ مراد حاصل نہ ہو جائے اس طرح کا قانون ناقص رہے گا۔ مثلاً"

ا۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک صحابی ہر اس شخص کو کہا جا سکتا ہے جسے رسولؐ خدا کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہو اس میں مدت کی کمی و بیشی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ب۔ کچھ نے اوپر والی تعریف میں یہ اضافہ کیا کہ صحابی وہ ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔

ج۔ اکثر عہد رسالتؐ مآب کے بچوں کو صحابی قرار دیتے ہیں مگر بعض نے بچوں کو صحابیت کے درجہ میں جگہ نہیں دی۔

د۔ محدثین کے نزدیک صحابی صرف وہ ہے جس نے کوئی روایت بیان کی ہو۔

ر۔ اکثریت کی رائے یہ ہے جس مسلمان نے بھی ایک نظر رسول اللہ کو دیکھا ہو صحابی ہے۔

س۔ شیعہ کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالتؐ مآب میں حاضر ہوا ہو اور ایمان لانے کے بعد حالت ایمان ہی میں دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

ص۔ دیوبندی قطب العالم حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی شیعی تعریف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لاریب اہل سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باالاسلام خدمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور باایمان انتقال کیا اور مرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی نہیں کہتے۔

۴۔ صحابہ کا تعلق اصول دین سے ہے نہ فروع دین سے صحابیت کا شمار نہ ہی عقائد اسلام میں کیا گیا ہے نہ ارکان اسلام میں پس یہ اخراج ثابت کرتا ہے کہ اپنی پارسائی، اعلیٰ منزلت اور عظیم مرتبت کے باوجود وہ نہ تو جزو ایمان ہیں نہ پارہ اسلام۔

۵۔ صحابہ کو معصیت سے پاک نہیں مانا گیا ہے ان سے انسانی خطاؤں اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہوتا رہا۔ خود صحابہ کے ہاتھوں ان کو قصور واری کی پاداش میں سزائیں بھی دی جاتی رہیں۔

۶۔ کسی نیکوکار کی توہین کرنے والا زیادہ سے زیادہ فاسق قرار دیا جاسکتا ہے اور اسلام فاسق کے لئے موت کی سزا تجویز نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا اگر توہین صحابہ کے جرم میں کسی کو سزائے موت دی جائے گی تو شریعت مقدسہ پر دست اندازی ہوگی۔

۷۔ یہ بل کسی شرعی پایہ کا حامل تو ہرگز نہیں البتہ اس کی بدولت مذبح خانے کھل جائیں گے اور اگر کوئی مسلمان قرآن مجید کی ایسی آیات کی تلاوت بھی کرے گا کہ جن میں اللہ نے صحابہ کی سرزنش فرمائی ہے تو بیار لوگ اس عبارت قرآنیہ کو بھی عذر توہین صحابہ قرار دے کر بے چارے قاری کو تختہ دار پر لٹکوا دیں گے۔

۸۔ جب صحابہ خود آپس میں ایک دوسرے کی توہین کرتے رہے یہاں تک کہ خونی جنگوں میں ایک دوسرے کا خون بہاتے رہے تو مسلمانوں نے کبھی ایسا بل تیار کرنے کے بارے میں نہ سوچا تو آج ڈیڑھ ہزار برس بعد یہ سوئی ہوئی غیرت کیسے جاگ اٹھی؟

۹۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر دور امام حسن علیہ السلام کے عرصے میں ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی صحابی رسولؐ کی توہین کرنے کے الزام میں کسی کو موت کی سزا دی گئی ہو۔ حالانکہ جید صحابہ، راشد خلیفے ایک دوسرے کو غادر، خائن کاذب اور آثم جیسے سخت الفاظ کہتے تھے (صحیح مسلم) اگر توہین صحابہ سے دین کی عمارت کا کوئی سنگریزہ بھی متاثر ہوتا تو وہ بزرگ ضرور اس سلسلے میں کوئی قانونی اقدام کرتے جبکہ اس دور میں مدنی حقوق کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا۔

۱۰۔ عام صحابہ تو کجا کسی راشد خلیفہ کے قاتل کی بھی تکفیر نہیں کی جاسکتی چہ جائیکہ کسی صحابی کی تنقیص کرنے پر کسی مسلمان کو تختہ دار پر لٹکا دیا جائے ملاحظہ فرمائیں شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۸۶۔

۱۱۔ کسی بزرگ کا صحابی ہونا اس امر کے لئے ہرگز دلیل نہیں ہے کہ اس کے اعمال سے قطع نظر کر کے اسے مقدس و محترم سمجھ لیا جائے اگر اس کا عملی کردار اسے اعزاز و احترام کا مستحق ٹھہراتا ہے تو اس کی صحابیت کی بڑی قدر و قیمت ہے لیکن اس کے برعکس اگر اس کے اعمال اسلامی نقطہ نظر سے مذموم ہیں تو صحابی ہونے کے باوجود اس پر نکتہ چینی کرنے کا حق محفوظ ہے۔ بے شک بمطابق اکثریت اس بارے میں احتیاط و اعتدال کا لحاظ ضروری ہے لیکن اس کی بھی دو شرائط ہیں

اول یہ کہ صحابی کی غلطی اجتہادی اختلاف کے تحت لائی جاسکتی ہو۔ یعنی یہ سمجھنے کے لئے قرائن ہوں کہ نیک نیتی کے ساتھ قرآن کی کسی آیت یا پیغمبرؐ کی کسی حدیث کی

بنیاد پر غلط فہمی سے اس صحابی نے ایسا قدم اٹھایا جس طرح کہ بعض اصحاب نے ابتدا میں جنگ جمل میں حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا مگر جب ان کو احساس ہوا تو فوراً جنگ سے ہٹ گئے

دوسری شرط احتیاط و عدل کی یہ ہے کہ صحابی کے فعل کی روایت مشکوک ہو ایسی صورت میں صحابیت کی خاطر یا تو سکوت اختیار کرلیاجائے یا احتیاط اور اعتدال کے ساتھ تنقید کی جائے۔

لیکن اگر کسی صحابی نے وفات رسولؐ کے بعد متعدد جرائم کئے ہوں اور جرائم بھی ایسے کہ جن کا اثر پورے اسلامی نظام پر پڑتا ہو تو ایسے صحابی کی مذمت اشد ضروری ہے کیونکہ ایسی صورت میں صحابی کے مذموم فعل کا اثر صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ مسلمانوں کی آنے والی نسلوں پر پڑتا ہے اگر اس کی ذات تک محدود ہوتا تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے ہمیں خاموش رہنا چاہیے لیکن جب اس کا اثر پورے اسلامی نظام پر پڑتا ہے تو ایسا سکوت کسی اعتبار سے جائز نہیں ہوسکتا۔ جب انصاری صحابی ابوالدردا نے دمشق میں ایک خوبصورت پل بنوایا اور حضرت عمر کو معلوم ہوا تو انہوں نے پر عتاب خط میں ان کو لکھا کہ اصحاب محمدؐ! تم جو مثال قائم کروگے اس کی تقلید کی جائے گی۔

(حضرت عمر کے سرکاری خطوط ص۲۹۹

پس مجوزہ بل تحقیق حق اور ابطال باطل کے لئے ایک تشددانہ رکاوٹ ہے۔

۱۱۔ جنگل کے قانون کا یہ مجوزہ بل ہرگز نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے۔ آئین پاکستان میں ہرپاکستانی کو دی گئی مذہبی آزادی کا قاتل ہے اس کی بنیاد قدیمی تعصب اور فرقہ وارانہ انتشار پر ہے یہ آزادی فکر کا دور ہے۔ ذوق سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ جامد فکری سے نجات حاصل کرکے آپس کی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے ۔ حق و انصاف پر مبنی صحافت کو آزادی بخشی جائے تاکہ باہمی رنجشیں رفع ہوسکیں۔ اس بل سے عداوت کی آگ بھڑکے گی۔ جب قرآن مجید اور احادیث نبوی سے یہ امر پوری طرح ثابت ہے کہ صحابہ اور غیرصحابہ قوانین اسلام کی پابندی میں برابر ہیں اور احکام اسلام سب ہی کو شامل ہیں تو پھرایک طبقہ کی مزعومہ توہین کی آڑ میں دوسرے طبقے کا خون ناحق کس

بنیاد انصاف پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

۱۲۔ اس بل کا واحد مقصد ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچانا ہے ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے بھائی کو بھائی کے خلاف لڑانا ہے اور فرقہ واریت و مذہبی منافرت پھیلا کر امن و امان کی صورت کو تباہ کرنا ہے۔

۱۳۔ ہم اپنے دین و مذہب میں کسی قسم کے شک و شبہ میں مبتلا نہیں نہ ہم صحابہ کرام کے مراتب میں فرق و تمیز کرنے میں ارشاد خداوند عالم کے مخالف ہیں ہم صداقت شعار اصحابؓ رسولؐ کے دل و جان سے شیدائی ہیں انکے صفات حسنہ کے قصیدہ خوان ہیں ان کو محبوب رکھتے ہیں ان کے عقیدت مند ہیں ان سے دوستی ہمارا طرہ امتیاز ہے لیکن ان صحابہ کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے ہیں جنہوں نے خدا اور رسولؐ خدا سے خیانت کی ہماری رائے میں ایسے لوگوں کی پیروی دین کے ساتھ ظلم اور مذہب کے ساتھ خیانت ہے ہم ظالم صحابہ پر اعتماد کرتے ہیں نہ ان کو دوست رکھتے ہیں جنہوں نے خدا اور رسولؐ کے ساتھ دشمنی کی اور وہ مغضوب الہی ہوئے ہمارا یہ طرز عمل حکم الہی کی متابعت میں ہے جیساکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ۔

"اے ایمان والو! جن لوگوں پر اللہ نے غضب ڈھایا ہے ان سے محبت مت رکھو"

(سورۃ الممتحنہ پ ۲۸ آیت ۱۳)

۱۵۔ پس اس بل کو پیش کر کے منظور کروانے کا حقیقی مقصد صرف یہی ہے کہ مغضوب الہی اشخاص سے محبت نہ رکھنے اور ان کی عزت نہ کرنے کی پاداش میں ہمیں موت کی نیند سلادیا جائے۔ پس یہ مستبدانہ بل مملکت پاک کے خلاف ایک مہلک سازش ہے جسے منظور کرلینے کی صورت میں ملک ایسے پر فتن حالات میں مبتلا ہوجائے گا۔ جس کا طبعی نتیجہ نابودی ہوگی نیز کہ یہ بل دراصل صحابیت کو رسالت کے درجے پر پہنچانے کی ایک مذموم کوشش ہے۔

۱۶۔ قوانین کو نظریاتی جذبات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور وہ کسی مخصوص فکر کی حمایت کرتے ہیں نہ مخالفت۔ اس بل کی اساس ایسے جذبہ عقیدت پر ہے جو امت

میں متنازعہ ہے لہٰذا اسے زیر بحث لانا محتاج جواز ہے۔

احترام صحابہ کسی بل کا محتاج نہیں

احترام صحابہ کسی سرکاری بل کا محتاج نہیں۔ یہ ایک قدرتی شرف و اعزاز ہے محبت، عزت اور عقیدت کا تعلق دل اور نیت سے ہوا کرتا ہے جبر و زبردستی یا طاقت و تشدد کے سہارے یہ چیزیں کبھی نصیب نہیں ہوا کرتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جذبات کو انسان کے اقوال و افعال میں بڑی حد تک دخل ہوتا ہے عموماً" جذباتی شخص کا آزادی رائے اور سلامتی فکر سے بہرہ ور ہونا دشوار ہے کیونکہ زنجیر جذبات سے رہائی حاصل کرنے کی صلاحیت ان میں مفقود ہوتی ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شیعیان حیدر کرار سے بہت سے لوگوں کی برگشتگی جذبات اور تعصب کی وجہ سے ہے ان میں بعض تو ایسے ہیں کہ حق جانتے ہوئے بھی اظہار حق کرنے کی جرات نہیں رکھتے۔ کچھ غلط پروپیگنڈے اور سازشی باتوں سے متاثر ہیں اور جیسے حالات دیکھتے ہیں ویسا رنگ اختیار کرلیتے ہیں۔ اکثریت بین بین ہے تاریخ میں محفوظ ہے کہ کس قدر حکومتوں نے عداوت کی آگ بھڑکائی اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنایا۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس خانہ جنگی کو اسلام دشمنوں نے غنیمت جانا توسیع پسندی اور ملک گیری کی ہوس میں لشکر کشی کے باعث مفتوحہ اقوام جو ظاہری طور پر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئی تھیں ان کی آتش انتقام کو بھی اس اندرونی خلفشار نے حرارت بخشی چنانچہ ان لوگوں نے اختلافات کی خلیج کو وسیع کیا انہی سازشی کارروائیوں اور مقصد براری کی کوشش کے نتیجے میں تفرقہ سازی کے لئے زمین خود بخود ہموار ہوگئی اور جھگڑے پر جھگڑا جنم لینے لگا اندریں صورت مختلف فرقوں کے افراد اور متعصب گروہ اپنے مخالفین کی طرف ایسی باتیں منسوب کرکے بیان کرتے جن کا ان کے مخالفین کو وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا۔

ہمارا عقیدہ تو بڑا واضح اور دوٹوک ہے کہ ایمان والوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ایسی بیش بہا نعمت ہے جس کی قدرو قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ مگر جن کے دل ایمان کی دولت سے محروم ہیں ان کے لئے یہ بیش بہا

نعمت بالکل بے فائدہ ہے۔

چنانچہ ایسی مثالوں کی کوئی کمی نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کی صحبت سے سرفراز ہونے کے باوجود بعض اصحاب اسلام سے مرتد ہوگئے اور ان اصحاب میں سے بعض نے رسولؐ خدا اور آپؐ کے پیام کے خلاف محاذ قائم کیا ان اصحاب میں بعض کو تو خود رسولؐ کریم نے قتل کرایا مثلاً" عبداللہ بن خطل۔ میقس بن صبابہ۔ دونوں ظاہراً" مسلمان ہوئے اول الذکر نے اپنے مسلمان خادم کو قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا اور موخر الذکر نے اپنے بھائی کی دیت وصول کرنے کے باجود انصاری صحابی کو قتل کیا اور منافقانہ حرکات کا مرتکب ہوا۔ لہٰذا حضورؐ نے دونوں کا خون مباح قرار دیا۔اسی طرح کاتب عبداللہ ابن ابی سرح کو قتل کر دینے کا حکم جاری کیا گیا کیونکہ وہ کہا کرتا تھا کہ وحی میرے پاس آتی ہے اور محمدؐ تو مجھ سے سن کر لکھواتے ہیں۔ مگر تاریخ ابوالفداء کے مطابق حضرت عثمان نے اس کی جان بخشی کی درخواست کی کیونکہ وہ ان کا رضاعی بھائی تھا۔ حضور اکرمؐ دیر تک سکوت اختیار کئے رہے اور بالاخر اس کو امان دے دی رسول اللہ نے اصحاب سے فرمایا میں اس لئے خاموش رہا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اسے قتل کر دے۔اصحاب نے عرض کیا آپؐ اشارہ فرما دیتے تو نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہم انبیاء اشارے بازی نہیں کیا کرتے۔ بہر حال کتب سیر میں ان واقعات کی تفصیلات محفوظ ہیں ملاحظہ فرمائیے سیرت النبی۔ شبلی نعمانی ۔ جلد اول ص ۳۸۳ بر حاشیہ۔

اور بعض کو حضورؐ نے بددعائیں دیں جیسے معاویہ بن ابو سفیان کہ اللہ اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے۔ (نسائی)۔

اسی طرح اصحاب میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد ہے جنہوں نے ارتداد کا اعلان نہ کیا مگر رسولؐ اللہ کی صحبت میں رہ کر منافق رہے۔

قرآن اور صحابہ

ازروئے قرآن مجید صحابہ معیار حق ہیں نہ معیار عدالت جن آیات میں اصحاب رسولؐ کی فضیلت بیان ہوئی ہے ان میں در حقیقت صحابہ کی اجتماعی حالت یعنی سماجی

کیفیت مراد ہے اکثر مقامات پر اللہ نے اصحاب کی سرزنش اور مذمت فرمائی ہے دس مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱) نزول قرآن کے وقت حاضر و موجود مومنین سے خطاب ہے کہ اے میرے رسولؐ کے صحابیو اور ایمان کے دعویدارو۔

"(اس دن سے ڈرو) جس دن کچھ کے منہ سفید اور کچھ کے کالے ہوں گے پس کالے چہرے والوں (سے کہا جائے گا) ہائیں کیوں؟ تم تو ایمان لے آنے کے بعد کفر کرنے لگے تھے۔ اچھا تو (لو اب) اپنے کفر کی سزا میں عذاب (کے مزے) چکھو۔"

(آل عمران۔ آیت ۱۰۶)

۲) غزوہ احد میں شریک اصحاب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(اے ایمان و اسلام کے دعویدارو) کاہلی مت کرو نہ (اس اتفاقی شکست احد سے) کڑھو۔ اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو غالب رہو گے ۔ اگر (احد میں) تم کو زخم لگا ہے اسی طرح (بدر میں) تمہارے (مخالف) فریق کو زخم لگ چکا ہے۔ (مگر اس شکست پر ان کی ہمت تو نہ ٹوٹی) یہ اتفاقات زمانہ ہیں جو ہم باری باری الٹ پھیر کیا کرتے ہیں اور (احد کی یہ اتفاقی شکست اس لئے تھی کہ) خدا سچے مومنوں کو ظاہری مسلمانوں سے الگ دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو درجہ شہادت پر فائز کرے اور اللہ (حکم رسولؐ سے) سرتابی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور (اسے یہ بھی منظور تھا) کہ سچے ایمانداروں کو ثابت قدمی کی وجہ سے (نراکھرا) الگ کرے اور نافرمانوں (بھاگنے والوں) کا ملیا میٹ کرے۔ (اے مسلمانو!) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم سارے کے سارے (صحابی) بہشت میں چلے جاؤ گے؟ اور کیا اللہ نے ابھی تک تم میں سے ان (اصحاب) کو نہیں پہچانا جنہوں نے جہاد کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں ہی کو پہنچانا؟ اور تم تو موت کے آنے سے پہلے (لڑائی میں) مرنے کی تمنا کرتے تھے پس اب تو تم نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تم (اب بھی) دیکھ رہے ہو۔

(آل عمران۔ آیت ۱۴۲ اور ۱۴۳)

۳) غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی کیفیت کو اللہ سبحانہ نے یوں بیان فرمایا!

"(مسلمانو!) اللہ نے بہت موقعوں پر تمہاری (غیبی) امداد کی اور (خصوصاً"

روز حنین جب تم کو اپنی کثرت (تعداد) پر بہت غرور تھا۔ پھر وہ زیادتی (لشکر) تمہارے کسی کام نہ آئی اور (تم ایسے بوکھلائے کہ) زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے"

(سورۃ التوبہ آیت ۲۵)

۴) جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرانے کی حالت کو خدا نے اس طرح بیان کیا ہے۔

"اے ایمان دارو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم لدھڑ ہو کے زمین کی طرف جھکے پڑتے ہو۔ کیا تم آخرت کے بہ نسبت دنیا کی (عارضی) زندگی کو پسند کرتے ہو۔ تو (سمجھو لو کہ) دنیوی زندگی کا سازو سامان آخرت کے (عیش و آرام کے) مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے"

(سورۃ التوبہ آیت ۳۸)

۵) سفر تبوک پر اصحاب کی عذر تراشی کے بارے میں اللہ کا فرمان۔

(مسلمانو!) تم ہلکے پھلکے (نہتے) ہو یا بھاری بھرکم (مسلح) (بہرحال جب تم کو حکم دیا جائے تو فوراً") چل کھڑے ہو۔ اور اپنی جانوں سے اور اپنے مالوں سے خدا کی راہ میں جہاد کرو اگر تم کچھ جانتے ہو تو (سمجھ لو کہ) یہی تمہارے حق میں بہتر ہے (اے رسولؐ) اگر سردست فائدہ اور سفر آسان ہوتا تو یقیناً" یہ لوگ تمہارا ساتھ دیتے۔ مگر ان پر مسافت کی مشقت طولانی ہو گئی۔ اور (اگر پیچھے رہ جانے کی وجہ پوچھو گے تو) یہ لوگ فوراً" خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں سکت ہوتی تو ہم بھی ضرور تم لوگوں کے ساتھ چل کھڑے ہوتے (یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر) اپنی جان آپ ہلاک کئے دیتے ہیں اور اللہ کو تو معلوم ہے کہ یہ لوگ بلاشبہ جھوٹے ہیں"

(التوبہ آیت۔ ۴۱ اور ۴۲)

۶) بعض اصحاب رسولؐ مقبول کا فائدہ دیکھ کر ناخوش ہوتے اور مسلمانوں کی مصیبت پر خوشی محسوس کرتے تھے چنانچہ اس خصلت کا اظہار اللہ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے۔

"(اے رسولؐ) تم کو جب کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان (اصحاب) کو برا معلوم ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں (اسی وجہ سے) ہم نے

اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور (یہ کہہ کر) خوشی خوشی (تمہارے پاس سے اٹھ کر) واپس لوٹتے ہیں۔

(التوبہ آیت ۵۰)

۷) صحابہ کی نمازوں اور خیرات کو قبول نہیں کیا گیا ہے جیسا کہ اعلان خداوندی ہے۔

"(اے رسولؐ! ان اسلام کے جھوٹے دعویداروں سے) کہدو کہ تم لوگ چاہے خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے تمہاری خیرات تو کبھی قبول نہیں کی جائے گی تم یقیناً" فاسق لوگ ہو اور ان کی خیرات کے قبول نہ کئے جانے کی محض یہی وجہ ہے ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی ہے اور نماز کو آتے بھی ہیں الکسائے ہوئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو بددلی کے ساتھ۔"

(التوبہ آیت ۵۳ اور ۵۴)

۸) بعض اصحاب رسولؐ امین پر خیانت کا الزام لگاتے رہے جیسا کہ قرآن نے انکشاف کیا۔

"(تمہارے حلقہ نشینوں میں اے رسولؐ) کچھ تو ایسے بھی ہیں جو تمہیں صدقات کی تقسیم کے بارے میں (جھوٹا) الزام دیتے ہیں۔ پھر اگر ان میں سے انہیں کچھ (معقول مقدار) دے دی گئی تو خوش ہوگئے اور اگر ان کی مرضی کے مطابق ان کو نہ دیا گیا تو بگڑ گئے۔ اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو عطا فرمایا تھا اگر وہ اس پر راضی رہتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے (چلو اب نہیں تو) عنقریب اللہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اور اس کا رسولؐ عطا فرما ہی دے گا۔ ہم تو یقیناً" اللہ کی طرف ہی راغب ہیں"

(التوبہ آیت ۵۸ اور ۵۹)

۹) اصحاب ہی میں سے بعض موذی رسولؐ کریم کو ستایا کرتے تھے جن کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ۔

"ان (نام نہاد مسلمان صحابہ) میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو نبیؐ کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بس کان ہی (کان) ہیں (اے رسولؐ!) تم کہہ دو کہ (کان تو ہیں مگر) تمہاری بھلائی سننے کے کان ہیں۔ کہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مومنوں کی

باتوں کا یقین رکھتے ہیں۔ اور تم میں سے جو ایماندار ہیں ان کے لئے رحمت اور جو رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے سچے مسلمانو!) جب یہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کرلیں حالانکہ اگر یہ فی الحقیقت سچے ایماندار ہیں تو اللہ اور اس کا رسولؐ کہیں زیادہ اس بات کے حقدار ہیں کہ یہ ان کو راضی رکھیں۔ کیا یہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ جس شخص نے بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی تو اس میں شک ہی نہیں کہ اس کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہی تو بہت بڑی رسوائی ہے۔"

(التوبہ آیت ۶۱ تا ۶۳)

۱۰) خدائے علیم و خبیر نے اصحاب محمدؐ کو سورہ محمدؐ میں وفات محمدؐ کے بعد پیدا ہونے والے حالات سے اس طرح خبردار کیا ہے۔

"عنقریب تم حکمران بن جاؤ گے اور زمین پر فساد برپا کرو گے اور اپنے اپنے رشتے ناتوں کو منقطع کرلوگے۔ یہی تو وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور گویا (اس نے) ان کے کانوں کو بہرہ اور ان (کی آنکھوں) کو اندھا کردیا ہے۔ کیا یہ لوگ قرآن میں (ذرا بھی) غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں بے شک وہ لوگ جو ہدایت معلوم ہوجانے کے بعد اس سے پیٹھ موڑ گئے۔ شیطان نے انہیں (سبز باغ دکھا کر) ڈھیل دے رکھی ہے اور ان کی (آرزوؤں) کی رسیاں دراز کردی ہیں یہ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) سے کراہت کرتے ہیں یہ ان سے کہتے ہیں کہ بعض کاموں میں ہم تمہاری ہی بات مانیں گے اور اللہ ان کی خفیہ ریشہ دوانیوں سے واقف ہے۔ تو جب فرشتے ان کی جانیں نکالیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا۔ کہ ان کے چہروں پر اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔ یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے اللہ ناخوش ہے اس کی تو یہ اتباع و پیروی کرتے ہیں اور جس میں خدا کی خوشی ہے اس سے بے گوار ہیں۔ تو خدا نے بھی ان کے (نیک و بد) اعمال کو اکارت کردیا۔ کیا ایسے (نام نہاد مسلمان) لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا دل کے کینوں کو کبھی ظاہر نہ کرے گا۔ در اگر ہم چاہتے تو ہم تمہیں ان لوگوں کو دکھا دیتے تو تم ان کی پیشانی سے ان کو پہچان لیتے اور تم ان کو انکے گفتگو کے

انداز سے ضرور پہچان لو گے اور خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیں گے تاکہ تم میں جو لوگ جہاد کرنے والے اور صابرین ہیں ان کو دیکھ لیں اور تمہارے حالات کا جائزہ لے لیں۔ بے شک جن لوگوں پر (دین کی) سیدھی راہ صاف ظاہر ہوگئی اسکے بعد انکار کر بیٹھے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور رسولؐ کی مخالفت کی تو وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے البتہ ان کا سب کیا کرایا اللہ اکارت کروے گا۔ پس اے ایمان کے دعویدارو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری اختیار کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

(سورہ محمدؐ آیت ۲۲ تا ۳۳)

سینکڑوں میں سے منقولہ بالا چند قرآنی شہادتیں ایک مومن مسلمان کی تشفی کے لئے کافی ہیں کہ صحابہ میں اچھے برے ہر طرح کے انسان موجود تھے اور اللہ تعالیٰ نے صحابیت کو حق کا معیار قرار نہیں دیا ہے۔ جب پروردگار عالم خود قرآن مجید میں اصحاب کے کردار پر علانیہ نکتہ چینی کررہا ہے بلکہ ایسے اصحاب بھی ہیں کہ اللہ نے ان کے ایمان سے صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ اعرابی کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں (اے رسولؐ کہدو) کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم مسلم ہوگئے ہیں" (سورت الحجرات)

الغرض جب صحیح العقیدہ اور فاسد المذہب اصحاب میں امتیاز کرنے کا کوئی قطعی فیصلہ کن فارمولا ہی ہمارے پاس موجود نہیں ہے تو پھر توہین صحابہ کی سزائے موت کا قانون اندھیر نگری چوپٹ راج میں تو رائج ہوسکتا ہے کسی مہذب اسلامی ریاست میں نہیں۔

صحابہ اور احادیث

جس طرح قرآن مجید میں عصمت صحابہ کی تائید میں ایک حرف بھی دستیاب نہیں اسی طرح احادیث پیغمبرؐ میں فضائل صحابہ کا بیش بہا ذخیرہ ہونے کے باوجود کسی ضعیف روایت میں بھی یہ قول رسولؐ دستیاب نہیں کہ کسی صحابی کی اہانت کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ پس یہ عمل خلاف قرآن وسنت ہونے کے

باعث لائق توجہ نہیں کیونکہ صحابیت نہ کسی کے لئے عصمت پیدا کرنے کی ضامن ہے نہ ہر صحابی کو عادل مانا جاسکتا ہے جس کا جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کا درجہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے شرف صحابیت کو کسی وقت گناہوں سے محفوظ بنا دینے کا اعزاز قرار نہیں دیا۔ نہ جملہ اصحاب سے تمسک کرنے کی تعلیم دی بلکہ بیشتر موقعوں پر اصحاب پر عدم اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے ان کے عبرت ناک اخروی انجام کی پیش گوئیاں فرمائیں۔ اس ضمن میں ہم صادق رسولؐ کی دس احادیث بطور نمونہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس روز قیامت صحابہ کا ایک گروہ لایا جائے گا۔ اسے حوض (کوثر) سے ہٹالے جائیں گے۔ میں کہوں گا یا رب یہ میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا۔ یہ دین سے پھر گئے جس طرح پچھلے پیروں پھر جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الحوض)

اب اگر کوئی بخاری شریف کی منقولہ روایت کو بیان کرکے کہہ دے کہ بعض صحابہ مرتد ہوگئے تو ظاہر ہے یہ مداحین صحابہ کے نزدیک توہین ہوگی جس کی سزا موت یا کوئی تعزیر۔

۲۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض (کوثر پر) تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور تم (اصحاب) میں سے چند لوگ میرے پاس لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب میں ان کو (کوثر کا پیالہ) دینا چاہوں گا وہ لوگ میرے پاس سے کھینچ لئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا۔ اے میرے پروردگار (یہ لوگ تو) میرے اصحاب ہیں۔ خداتعالیٰ فرمائے گا۔ تم نہیں جانتے ہو کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔

(صحیح بخاری۔ جلد ۳ حدیث ۱۹۲۲)

۳۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مدینہ کے ایک قلعہ سے جھانکا تو فرمایا۔ بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے گھروں کے اندر فتنے و فساد اس طرح داخل ہو رہے

ہیں جیسے برستی بارش کے قطرے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن)

۴۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا (روز محشر آدمی میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ جب میں ان کی طرف دیکھوں گا تو وہ میری جانب بڑھیں گے لیکن روک دیئے جائیں گے میں کہوں گا یارب! یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب ملے گا تم نہیں جانتے تمہارے بعد دین میں انہوں نے کتنا فتنہ پیدا کیا تھا۔ اس پر میں کہوں گا سحقا سحقا یعنی دفع دور، دفع دور، دفع دور۔

(مشکواۃ کتاب الفتن باب الحوض)

۵۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا:

تم لوگ بنی اسرائیل (یہودیوں) سے بہت ہی مشابہ ہو۔ تم ضرور ان کے طریقوں کی پیروی ایک ایک جو جو برابر اور قدم بقدم کرو گے یہاں تک کہ کوئی شے ایسی نہ ہوگی جو ان میں ہوئی ہو اور تم میں نہ ہو اس حد تک کہ اگر ان میں ایسا ہوا ہوگا کہ ان کے پاس سے کوئی عورت گزری ان میں ایک شخص اس عورت کی طرف گیا اپنا منہ کالا کرکے اپنے ساتھیوں کی طرف واپس آگیا اور (بے حیائی سے) اپنے دوستوں کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا اور اس کے ساتھی اس کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے تو یقیناً" تم بھی ایسا کرو گے"

(کنزالعمال جلد ۶ حدیث ۱۷)

۶۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھتیس صحابیوں کو منافق قرار دیا:

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک روز (جمعہ) حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہوکر چھتیس صحابیوں کے نام پکار کر ہر ایک سے فرمایا "اخرج فانک منافق" یعنی تم منافق ہو مسجد سے نکل جاؤ۔

(ترجمہ قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی ص ۲۶۸)

۷۔ عابد اور زاہد صحابی کو سرکار دو عالمؐ نے قتل کردینے کا حکم صادر فرمایا:

ذوالثدیہ کا شمار پیغمبرؐ کے ایسے اصحاب میں ہے کہ لوگوں کو اس کے زہد و عبادت پر تعجب آتا تھا۔ حضورؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور فرمایا اس کے چہرے پر شیطان

کی جھلک ہے۔ پہلے حضرت ابوبکر کو بھیجا کہ جا کر اسے قتل کر دیں۔ حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے واپس پلٹ آئے۔

(اصابہ جلد ا ص ۴۲۹)

۸۔ پیغمبرؐ کے دائیں بائیں اصحاب کی پکڑ دکڑ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میرے دائیں سے کچھ اصحاب پکڑے جائیں گے کچھ میرے بائیں سے۔ میں عرض کروں گا خداوندا! یہ میرے صحابی ہیں۔ خداوندعالم جواب دے گا تمہیں پتہ نہیں ان لوگوں نے تمہارے بعد کیا حرکتیں کیں جب سے تم ان سے جدا ہوئے یہ برابر الٹے پیروں پھرتے ہی گئے چنانچہ اس وقت میں وہی فقرہ کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰؑ فرمائیں گے یعنی اگر ان لوگوں پر تو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۶۸)

۹۔ صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جیسے جید صحابی نے رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ ہم (اصحاب) آپؐ پر ایمان لائے۔ ہم نے ہجرت کی۔ آپؐ کے ہمراہ جہاد کیا۔ کیا ہم سے بھی بہتر کوئی ہے؟ حضرتؐ نے جواب دیا۔ ہاں تم (اصحاب) سے بہتر وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد جنم لیں گے (صحابی نہیں ہوں گے) وہ مجھے (رسولؐ خدا کو) دیکھیں گے نہیں مگر مجھ پر ایمان لائیں گے۔

(مشکواۃ شریف جلد ۳ باب امت محمدی کے فضائل ص ۳۱۶)

۱۰) شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو نجات کی گارنٹی نہیں دی۔

امام مالک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کی تعریف بیان فرمائی۔

"حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا۔ ہم نے بھی جہاد کیا ہے۔ (ہم) ان لوگوں کے ساتھ شریک رہے تو آپؐ نے فرمایا تم کیا جانو میرے بعد تم کیا کیا بدعتیں کرو گے۔"

(موطا امام مالک باب الشہداء)

حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کو اصحاب کے بارے میں وصیت

کہاں تک مثالیں ذکر کی جائیں ایک غیر جانبدار و منصف مزاج قاری پر یہ بات

واضح کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ شریعت اسلامی میں صحابیت حجت قرار نہیں دی جاسکتی۔ حتیٰ کہ خود صحابہ نے صحابہ کے دفاع کرنے کو دینی ضرورت خیال نہیں کیا ہے نہ ان کے عیوب بیان کرنے میں کوئی تکلف اختیار کیا ہے مثلاً" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ازالتہ الخفاء میں حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کے نام وصیت نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

جناب ابوبکر نے کہا "پھر حضرت عمر کو بلایا اور وصیت کی۔

"تم پرہیز کرو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کے (لالچ سے) پیٹ پھول گئے اور آنکھیں طمع سے بھر گئی ہیں جو ہر اس چیز سے محبت کرتے ہیں جو ان کے نفس کے لئے ہے اور ہر لغزش کو خیر سمجھنے لگے ہیں"

(ازالتہ الخفاص ۲۴)

اب جب صدیق اکبر جیسے صحابہ کے سرخیل اپنے دست راست حضرت فاروق اعظم کو اصحاب محمدؐ کے عیب بیان کرنے میں کوئی دینی قباحت محسوس نہیں کرتے ہیں تو پھر آخر کونسی مصلحت کی خاطر دین کو داؤ پر لگا کر ملت میں ایک فتنہ انگیز تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؟۔

قرآن وحدیث میں صحابہ کی مدحت

قرآن مجید کی جتنی آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ہے وہ سب بسرو چشم ہمیں قبول ہے۔ ان کے مصداق اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین سچے مسلمان پکے مومن اور امتحانوں سے گزرے ہوئے مقدس بزرگ تھے۔ انہوں نے مل کر ایک پاکیزہ سوسائٹی تشکیل فرمائی تھی۔ بیشک انہیں جتنا بھی خراج عقیدت پیش کیا جائے کم ہے لیکن کوئی ایک آیت بھی یہ مطلب نہیں رکھتی ہے کہ تمام کے تمام صحابہ فرداً" فرداً" قابل تعریف وستائش تھے یا یہ کہ ان کی مذمت کرنا گناہ ہے اگر ہر صحابی کی مذمت کرنے کی ممانعت ہوتی تو بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب دوسرے صحابہ کی تنقیص نہ کرتے جیسا کہ ہم نے ابھی شیخین کی مثال اوپر نقل کی ہے۔

قرآنی آیتوں کے علاوہ صحابہ کی منقبت و فضیلت میں لاتعداد روایات بھی ہیں لیکن ان میں بھی کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ہر صحابی بلالحاظ زہد و تقویٰ قابل احترام ہے۔ صرف ایک حدیث سے انفرادی مدح کا شبہ ضرور پیدا ہوتا ہے لیکن معمولی غور کرنے سے یہ شبہ بھی رفع ہو جاتا ہے۔ حدیث یہ ہے کہ

"ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو اس کا ثواب میرے اصحاب میں سے کسی کی مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہوگا۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب)

اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے مخصوص صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مخاطب و حاضر یعنی موجود و عام اصحاب کو منع فرما رہے ہیں کہ وہ ان بزرگوں کو برا بھلا نہ کہیں۔

حدیث کے الفاظ کہ "تم لوگوں میں سے اگر کوئی شخص" عام اصحاب اور بعد کے دور کے لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور "میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو" میں ممتاز و محبوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقصود ہیں۔ واضح رہے کہ ابتدائی دور کے صحابہ رسولؐ کریم کے بڑے منظور نظر اور پیارے تھے کیونکہ انہوں نے آڑے وقت اور حالت غربت میں اسلام و رسولؐ اسلام کی بے لوث نصرت کی تھی۔ چنانچہ حدیث میں احد پہاڑ کے برابر سونا کا ایک مٹھی یا آدھی مٹھی سے بھی کم قیمت ہونے کا بیان اول دور کے صحابہ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصحاب النبی اجتماعاً اس لیے قابل احترام سمجھے جاتے ہیں کہ وہ اسلام کے سماجی معاشرے کا نمونہ پیش کرتے ہیں وہ ایسی آئیڈیل سوسائٹی کے افراد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی الہامی تعلیمات سے وجود میں آئی تھی۔ لیکن تعظیم صحابہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک ایک آدمی کو محفوظ عن الخطا اعتقاد کرلیا جائے۔ جبکہ ان میں ایسے خبیث باطن افراد بھی ہوں کہ اگر پیغمبر کسی کو کتابت وحی کی خدمت پر مامور فرمادیں تو اس کی کیفیت کارگزاری یہ ہو کہ اللہ کا رسول اگر

اس سے غفورا" رحیما" لکھواتے تو وہ صحابی علیما" حکیما" لکھ دیتا اور اگر نبی کریم فرماتے کہ علیما" حکیما" لکھو تو وہ سمیعا" بصیرا" تحریر کر دیتا۔ اس کاتب صحابی نے لوگوں کو یہاں تک کہا کہ میں محمدؐ سے زیادہ عالم ہوں جب یہ صحابی مرگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس کو قبول نہیں کرے گی ۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو طلحہ نے بیان کیا جہاں وہ دفن ہوا تھا میں دیکھنے گیا۔ دیکھا تو وہ زمین سے باہر نکلا پڑا تھا۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اس شخص کو کئی دفعہ دفن کیا ہر مرتبہ زمین نے اسے پھینک دیا(درمنثور)۔ صحابہ ہی میں ولید بن عتبہ ہے جس کا خود اللہ نے فاسق نام رکھا۔ اصحاب ہی نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ المختصر اصحاب میں ہی ایسے صحابی ہیں جو رحلت پیغمبرؐ کے بعد ایسے قبیح اعمال کے مرتکب ہوئے کہ فرشتے ان کو دوزخ میں لے جانے لگیں گے تو بخاری شریف کے بقول خاتم النبین غیب دان رسول العالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو تعجب ہوگا۔

پس تحفظ ناموس صحابہ کے لئے واحد چارہ کار یہ ہے کہ صحابی کی تعریف ایسی کی جائے کہ اس میں خطا کار اصحاب شامل نہ ہوں۔ اور ایسا اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب اعمال صحابہ کا جائزہ لینے میں کوئی پس وپیش نہ کیا جائے۔

ڈھل گیا آواز حق میں آج صدیوں کا سکوت
لوگ کھل کر قصہ دار و رسن کہنے لگے

سیاسی اختلاف

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ شیعہ بعض معقول بنیادوں پر کچھ بزرگ اصحاب سے سیاسی اختلافات رکھتے ہیں اور ان کے ادوار حکمرانی سے آج تک ہماری حیثیت حزب اختلاف کی رہی ہے۔ چونکہ مکتب تشیع میں سیاست دین ہی کا ایک شعبہ ہے لہذا یہ اختلافات قدرتا" دینی اہمیت اختیار کرگئے ہیں اپنے سیاسی حریفوں سے ہماری یہ کشمکش کوئی نئی نہیں ہے ڈیڑھ ہزار برس سے چشمک چلی آرہی ہے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اور اختلاف رائے پر پابندی نہیں لگاتا۔ اسی لئے طرفین میں خوب طبع آزمائیاں بلکہ نبرد آزمائیاں ہوتی رہی ہیں لیکن اختلافات بدستور قائم

رہے ہیں اور سیاست میں حزب اقتدار و حزب اختلاف کی باہمی چپقلش جمہوری روایات میں ناگزیر ہوتی ہے البتہ ملکی و قومی مفادات سے ہٹ کر کسی کی ذاتی کردار کشی کرنا غیر اخلاقی ہتھکنڈے استعمال کرنا اور جبر و تشدد یا طاقت و دباؤ کے ساتھ کسی کی آزادی اظہار کو سلب کرنا طاغوتی خصائل میں شمار کیے جاتے ہیں۔

ہم کسی بھی معروف و معزز شخصیت خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم مذہبی بزرگ ہو یا دینی پیشوا سیاسی لیڈر ہو یا دانش ور یہاں تک کہ ایک عام شہری کی توہین کرنے کو اخلاقی جرم تسلیم کرتے ہیں اسی طرح صحابہ کی توہین کو گناہ اعتقاد کرتے ہیں ہمارے مسلک میں کسی کو گالی دینا معصیت ہے۔ ہم مظلوموں کے ماننے والے لوگ ہیں جو گالیاں ہی نہیں پتھر کھا کر بھی دعائیں دیا کرتے تھے۔ ستائے ہوئے ستم رسیدہ اور مظلوم ہونے کے باعث گو از روئے قرآن ہمیں اقوال سوء کی بھی اجازت ہے لیکن ہم نے صبر' ضبط' تحمل' برداشت اور رواداری کی ایسی انسانیت ساز روش اختیار کی ہے جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی۔ ہم اپنے موذی کو کچھ نہیں کہتے البتہ فریادرس پروردگار کی بارگاہ میں اپنا معاملہ پیش کر کے صرف اتنی التجا کرتے ہیں کہ اے عادل العادلین ہمارے ظالم دشمن کو اپنی رحمت سے دور رکھ اور یہ ایسا پرامن روحانی طریقہ احتجاج ہے جس سے ظاہراً" کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوتا۔ بددعا توہین ہے نہ گستاخی۔ صرف استغاثہ مظلوم ہے۔

صحابہ کی باہمی رنجش اور دینی اختلافات

مشاہیر کی تاریخ نویسی' اساطیر کے حالات کی قلمبندی' گزشتہ اکابرین کی سیرت نگاری کرتے وقت شخصیت کے کردار کے روشن و تاریک پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ادبی اور صحافتی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ جب ہم ممتاز صحابہ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اصحاب کے ہاتھوں اصحاب کی ذلت و رسوائی کے چونکا دینے والے واقعات ملتے ہیں اصحاب کے ذاتی و سیاسی و نجی اختلافات تو رہے ایک طرف۔ لیکن احادیث میں ہے کہ انہوں نے دین کے ماخذ اول قرآن مجید پر بھی اختلاف کیا ہے۔ اندریں صورت وہ کس طرح تنقید سے بالا قرار دیے جاسکتے ہیں مثال حاضر خدمت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر بدری صحابی تھے۔ عہد عثمانی میں حکومت کے تشدد سے جاں بحق ہوئے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عبداللہ فخریہ دعویٰ کیا کرتے تھے میں تمام اصحاب رسولؐ سے کتاب اللہ کا بڑا عالم ہوں۔ پھر بخاری شریف ہی میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا قرآن چار اشخاص سے یاد کرو۔ عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب

اب یہ اللہ کی کتاب کے سب صحابیوں سے بڑے عالم ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کتاب اللہ میں شامل نہیں"

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول ابی بن کعب کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا میں رسولؐ خدا سے پوچھ چکا ہوں۔ آپؐ مجھے خبر دے چکے ہیں کہ دونوں سورتیں قرآن کا جزو ہیں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ آخری حدیث)

اب آیئے حضرت ابی بن کعب کی جانب یہ بھی اہل بدر ہیں ان کی قرآن دانی کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ صاحب قرآن رسولؐ ان کے ساتھ قرآن کا ورد کیا کرتے تھے بلکہ مروی ہے کہ قبل از وفات جبرئیل کی ہدایت پر حضورؐ نے ابی بن کعب کو قرآن سنایا تھا چنانچہ ایسے عالی مرتبت قاری کا جناب عبداللہ بن مسعود سے اختلاف تو آپ معلوم کر چکے اور ان کے قرآن کے بارے میں امام احمد حنبل سے ایک روایت مطالعہ فرمایئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجودہ قرآن سے کچھ زیادہ قرآن پڑھا کرتے تھے۔

"ابی کی قرات ان کے مرتبہ کے لحاظ سے ساری دنیا میں رائج ہونی چاہیے تھی لیکن اس وقت تک بہت زیادہ نہ پھیل سکی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ متعدد منسوخ آیات اس میں شامل تھیں ۔ حضرت عمر نے بار بار کہا کہ ہم میں ابی بن کعب کا علم قرآن کی نسبت سب سے زیادہ ہے۔ پھر بھی بعض مواقع پر ہمیں ان سے اختلاف کرنا پڑتا ہے ان کو اصرار ہے کہ انہوں نے جو کچھ سیکھا رسول اللہ سے سیکھا اور یہ سچ ہے لیکن حال یہ ہے کہ متعدد آیات منسوخ ہو چکی ہیں جن کا ان کو علم نہیں ہے۔ پھر ہم

ان کی قراءت پر کیسے قائم رہ سکتے ہیں"

قرآن کے بارے میں مندرجہ بالا عبارت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ عظیم صحابہ کی عظیم الشان خدمات کے باوجود ہمیں تصویر کے روشن رخ کے ساتھ تاریک رخ پر بھی نظر رکھنی چاہئے اگر ہٹ دھرمی یا اندھی عقیدت کا ساختہ صحابیت کا غلط معیار تسلیم کر لیا جائے تو دین میں ایسی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا ازالہ عقلاً محال ہے عدالت صحابہ کے غیر منطقی عقیدے نے حدیث کے معاملے میں جس قدر مشکلات اور الجھنیں پیدا کر رکھی ہیں وہ ناقابل شمار ہیں لہٰذا ان سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم اپنے مقصد کو دہراتے ہیں کہ قومی یک جہتی' ملکی استحکام اور ملی اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ شریر عناصر' فتنہ پرور عوامل اور فساد انگیز قوتوں کو سر اٹھانے سے قبل کچل دیا جائے۔ مجوزہ بل دین ملا فی سبیل اللہ فساد کا غماض ہے اس میں تعظیم صحابہ کی روح مطلق نہیں۔

حضرت عمر عشرہ مبشرہ میں شامل اصحاب کا خون بھی مباح خیال کرتے تھے

حضرت عمر نے جو چھ رکنی شوریٰ کمیٹی مقرر کی تھی۔ ان میں اصحاب عشرہ مبشرہ بھی تھے۔ اس کمیٹی کے ارکان یہ جید صحابہ تھے۔ (۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت عثمان (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص (۵) حضرت زبیر بن عوام (۶) حضرت طلحہ بن عبیداللہ۔

پھر حضرت عمر نے ابو طلحہ انصاری کو اس مجلس شوریٰ کے انتظام پر مقرر کیا اور ابو طلحہ کو ہدایت کی کہ میرے انتقال کے بعد بی بی عائشہ کے حجرے میں ارکان شوریٰ کو جمع کرنا۔ ان کو پابند کر دینا کہ وہ مقررہ وقت کے اندر فیصلہ کر لیں۔ اگر تمام ارکان متفقہ رائے سے کسی ایک شخص کو منتخب کر لیں تو بہتر ورنہ پانچ افراد ایک طرف ہوں اور ایک مخالف ہو تو اس کو قتل کر دینا اور اگر چار متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو ان دو مخالفوں کو قتل کر دینا۔ (تاریخ طبری' سیرت فاروق اعظم)

اس کا مطلب ہے کہ حضرت عمر "عشرہ مبشرہ" والوں کا قتل بھی جائز سمجھتے تھے۔

حضرت عائشہ نے قتل عثمان کا فتویٰ جاری کیا

حضرت عثمان نے سیاسی اختلاف کے باعث حضرت ابوذر غفاری جیسے صدیق صحابی رسولؐ کو زیر عتاب رکھا اور ان کو ربذہ جلا وطن کر دیا۔ (صحیح بخاری پ ۶ ص ۱۲) حضرت عمار بن یاسر کو تختہ مشق ستم بنایا (تاریخ اعثم کوفی) حضرت عبداللہ بن مسعود کی پسلیاں توڑی گئیں (تاریخ اسلام علامہ عباسی) حتیٰ کہ ان کے خلیفہ گر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تک ان کے مخالف ہو گئے اور آخر دم تک ان سے قطع تعلق کیے رہے۔ (عقد الفرید جلد نمبر ۳ ص ۷۹) اور تو اور ام المسلمین بی بی عائشہ حضرت عثمان کے قتل کا حکم دیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ "قتل کرو اس نعثل کو یہ کافر ہو گیا ہے"۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۰۵ شرح نہج البلاغہ علامہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۴۰۴)

تاریخ میں مذکور ہے کہ جب لوگوں سے دریافت کیا گیا تو بیس ہزار کے انبوہ کثیر نے جس میں طلحہ وزبیر وغیرھما جیسے مقتدر صحابی شامل تھے نے یک زبان ہو کر کہا ہم سب عثمان کے قاتل ہیں۔ (اخبار الطوال ص ۷۰)

معاویہ کا اہل بیت رسولؐ پر سب و شتم

صحابی معاویہ بن ابوسفیان کی جملہ بدعات میں کی قبیح ترین بدعت مسجدوں میں، منبروں پر، خطبات جمعہ و عیدین اور دیگر مذہبی و غیر مذہبی اجتماعات میں نفس رسولؐ، محبوب رب رسولؐ، شوہر بتولؑ مولائے کائنات حضرت علیؑ اور دیگر اہل بیتؑ اور ان سے محبت رکھنے والوں پر سبّ کرنا ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ "ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود (معاویہ) اور ان کے حکم سے ان کے تمام عمال خطبوں میں بر سر منبر حضرت علیؑ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر عین روضہ نبوی

کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اسے گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴)

چونکہ معاویہ اور اس کے گورنروں مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن عاص وغیرہ کی یہ شنیع بدعت اپنی قباحت اور خباثت کے لحاظ سے دیگر تمام بدعتوں سے بہت ہی بڑھی ہوئی ہے حتیٰ کہ کفرو نفاق کی آخری اور انتہائی حدود سے بھی آگے نکل گئی ہے اس لئے ہم اس اخلاق سوز اور قاتلہ اسلام و ایمان بدعت کے مرتکبین پر تنقید کرنا اور ان کے اس فعل بدترین کی مذمت کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اعتقاد کرتے ہیں۔ کیونکہ رسولؐ کا فرمان ہے کہ جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

تنقید توہین نہیں ہوتی

نکتہ چینی ' مذمت اور تنقیص کو توہین یا گستاخی قرار نہیں دیا جا سکتا ان تاریخی تجزیوں کی روشنی میں مہذب قومیں اپنے روشن مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرتی ہیں ماضی کی لغزشوں سے عبرت حاصل کرتی ہیں۔ اور اچھے و برے میں تمیز کرنے کا سبق سیکھتی ہیں صالح کو نیک اور فاسق کو برا کہنا انسانی فطرت ہے اور کسی کے عیب کو ظاہر کرنا اہانت ہوتا ہے نہ گستاخی بلکہ اگر قومی مفاد میں ایسا کیا جائے تو اس کا شمار محاسن میں ہوتا ہے انفرادی عیب جوئی بھی اجتماعی مفادات میں ہو تو مستحسن قرار پاتی ہے اور اس کا ثبوت حدود شرعیہ ہیں۔

حدیث تقریری حدیث رسولؐ سے مصدقہ ہے کہ کسی صحابی رسول کی توہین گستاخی بلکہ اظہار ارادہ قتل بھی مانع ایمان ہے نہ باعث سزائے موت۔

واقعہ یوں ہے کہ جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں سے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عہد شکنی کے سبب ان کے خلاف

ایک انتہائی خفیہ اقدام کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور اسے صیغہ راز میں رکھا مگر ایک معزز صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک عورت کی مدد سے ایک خط کے ذریعے کفار مکہ کو اس خفیہ پلان کی اطلاع روانہ کر دی رسول غیب دان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کارروائی کی خبر ہوئی چنانچہ آپ نے حضرت علیؑ کو اس عورت کے تعاقب میں روانہ فرمایا جنہوں نے وہ خط راستے میں پکڑ لیا اور عورت کو حراست میں لے لیا۔

حاطب کا یہ فعل اس قدر خطرناک تھا کہ اگر وہ خط دشمن تک پہنچ جاتا تو اسلام کی ابتدائی تاریخ ہی تبدیل ہو جاتی اور اہل مکہ اپنا دفاع کر لیتے پھر فتح مبین کا وعدہ محتاج ایفاء رہ جاتا۔ بہر حال جب امام علیؑ یہ خفیہ چٹھی بارگاہ رسالتؐ مآب میں لے کر حاضر خدمت ہوئے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابی حاطب ابن ابی بلتعہ سے دریافت فرمایا کہ۔

اے حاطب! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میرے معاملہ میں عجلت کا فیصلہ نہ فرمایئے میں ایسا شخص ہوں کہ قریش سے میرا صرف یہ تعلق ہے کہ میں ان کا حلیف ہوں ان کے قوم قبیلے کا نہیں ہوں۔ آپ کے ساتھ جو دیگر مہاجرین ہیں مکے میں ان کے رشتے دار ہیں جو ان کے اموال و اولاد کی حفاظت کر سکتے ہیں میں نے یہ اطلاع یہ سوچ کر دی کہ وہ اس احسان کے بدلے میں میرے گھر والوں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام ارتداد یا کفر سے اسلام کے بعد رضا کے لئے نہیں کیا۔

رسولؐ خدا نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اس نے تم سے سچ سچ کہہ دیا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور اکرم نے فرمایا۔ یہ تو بدر میں شریک تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ نے بدر والوں کے متعلق حالات کے اندازہ سے فرما دیا ہے کہ جیسا چاہو عمل کرو تم کو بخش دوں گا۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مت بناؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست۔۔۔ الخ

(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی)

ملاحظہ فرمائیں کہ حاطب جیسے بدری صحابی کو رسول اللہ کی موجودگی میں حضرت

عمر منافق کہہ کر توہین آمیز رویئے میں برا بھلا نہیں کہہ رہے بلکہ ان کو قتل کر دینے کی اجازت طلب فرما رہے ہیں۔ کیونکہ واقعی حاطب کا فعل غدارانہ تھا۔

رسولؐ خدا کا حضرت عمر کے طرز عمل یا رد عمل پر سکوت فرمانا حدیث تقریری کے مطابق ثابت کرتا ہے کہ بوقت ضرورت کسی صحابی کی توہین کرنا خلاف سنت نہیں ہے۔

الغرض صحابیت بلاشبہ قابل قدر ہے لیکن چونکہ صحابہ میں ہر کردار کے افراد ملے جلے ہیں جن کو علیحدہ کرنا ممکن نہیں اس لئے اس کا کوئی معیار قائم نہیں کیا جا سکتا ہے اور قرآن و سنت میں خفی یا جلی کوئی نص ایسی موجود نہیں ہے جو کسی مخالف صحابہ کو مستوجب سزائے موت قرار دے سکے۔

کیونکہ مجوزہ بل قرآن و سنت کے صریحاً" خلاف ہے اس لئے ہم اس کی بھرپور مخالفت کرتے ہوئے اپنے اس نظریاتی بیان کو خاتون جنت، سیدۃ نساء العالمین، جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نظریئے سے متصل کرتے ہوئے عدل پسند قارئین کو دعوت غور دے کر التماس دعا کرتے ہیں۔

خاتونؑ جنت کا طرز عمل

"عبداللہ بن محمد، ہشام، معمر، زہری، عروہ، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ترکہ) سے اپنی میراث مانگنے آئے اور دونوں اس وقت فدک کی زمین سے اور خیبر سے اپنا حصہ طلب کر رہے تھے۔ تو ان دونوں سے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا اور جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔ صرف اس مال سے آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کو نہیں چھوڑتا ہوں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ان سے گفتگو چھوڑ دی۔ (یعنی میل ملاپ و روابط منقطع کرلئے) یہاں تک کہ وفات

پا گئیں"۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۳ کتاب الفرائض، حدیث ۱۴۳۱ ص ۲۰۳)

نقل کردہ حدیث کے آخری جملوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر کے ساتھ تمام مراسم توڑ لئے اور تادم وفات ان سے تعلقات منقطع کئے رہیں ان سے کلام نہ کی۔ ایسی نازک کیفیت تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جب باہمی اختلاف اور رنجش موجود ہو اور طرفین کے آپس کے تعلقات کشیدہ ہوں۔

پس چونکہ باعتبار روایت بخاری مرویہ ام المسلمین حضرت عائشہ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی وفات تک حضرت ابوبکر سے کلام نہ فرمایا اور گفتگو چھوڑے رہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ خاتون جنتؑ کی ناراضگی دائمی تھی عارضی ہرگز نہ تھی۔ پس اگر فاطمہ زہرا بنت رسولؐ اللہ آخری وقت تک حضرت ابوبکر سے ناراض رہتے ہوئے جنت کی عورتوں کی سرداری سے محروم نہیں ہوئی ہیں تو امت کے سیاسی اختلاف کی بنا پر ان کو موت کے گھاٹ اتارنا کس شرعی جواز پر جائز قرار پائے گا۔

مستند روایات میں ملتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے حضرات شیخین کو غضبناکی کے عالم میں فرمایا کہ میں ہر نماز میں آپ دونوں کو بددعا دوں گی۔ یہ طرز عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ صحابیت اور ایمان و اسلام کا آپس میں کوئی مضبوط رشتہ نہیں ہے کہ جس پر آنچ آجانے یا ٹھیس لگ جانے سے ایمان و اسلام میں نقص واقع ہوجائے۔(الامامت والسیاست)

پس مجوزہ بل منظور کروانے کا اقدام صحابہ کے بارے میں غلو پیدا کرکے دین میں ایک نیا فتنہ برپا کرنا ہے۔

دشمن کا پرانا حربہ

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ دشمن نے مسلمانوں میں نااتفاقی و ناچاقی پیدا کرنے کے لئے یہ حربہ ہمیشہ استعمال کیا ہے متحدہ ہندوستان میں ۱۹۳۹ء میں مدح و قدح صحابہ کا شاخسانہ بھی مسلمانوں کے اتحاد کو درہم برہم کرنے کے لئے آل انڈیا کانگرس

کی ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ اس جھگڑے کے لیڈر کٹر کانگریسی تھے جو بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے بقول مسلم لیگ کے سخت مخالف اور پاکستان کی تحریک کے دشمن تھے اس کے بعد دشمنان اسلام کو جب موقع ہاتھ لگا مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے یہی حربہ استعمال کرتے رہے مگر اللہ کی مہربانی سے ہر بار ان کی امیدیں خاک میں ملتی رہیں۔ لہٰذا ان واقعات سے ہم سب کو سبق سیکھنا چاہیے اور دشمنان اسلام کی ان سازشوں کو اپنے مضبوط اتحاد سے ناکام بنا دینا چاہیے۔

فرقوں سے شیرازہ نہ پریشان کرو — امت پہ خدارا یہی احسان کرو
ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا — ہمت ہے تو کافر کو مسلمان کرو

بے شک ہم سب مسلمان ہیں ہمارا دین ایک ' ہمارا قرآن ایک ' ایک نبی کی امت ' پھر چند اعتقادی یا فروعی عملی اور سیاسی نوعیت کے مسائل کو اختلاف و افتراق کا سبب بنا کر شیعہ و سنی کے نام پر دست و گریبان ہونا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ہمیں تو اسلام کے انسانیت ساز اصولوں پر متحد ہونا چاہئے اور آقائے خمینی رضوان اللہ علیہ کے اس آفاقی فرمان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ شیعہ و سنی کی تفریق مصنوعی ہے جو لوگ شیعہ و سنی میں تفرقہ اندازی کرتے ہیں دراصل وہ سنی ہیں نہ شیعہ پس ہمیں اس بات کی ہرگز اجازت نہ دینی چاہیے کہ کوئی گروہ بعض جزوی یا اختلافی مسائل کو بنیاد بنا کر کسی مسلمان کی جان کے درپے ہو۔ سب مسلمانوں کو اپنے دین کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر متحد ہو کے دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنا چاہیے نہ کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی گردن زدنی کے لئے پھانسی کے پھندے تیار کرنے چاہئیں۔

نظریاتی اختلاف کے باوجود باہمی اتفاق ممکن ہے

ہمیں اتفاق ہے کہ صدیوں کی کوشش کے باوجود بھی امت کے مختلف مسالک کا کسی ایک مسلک میں ضم ہو جانا ممکن نہ ہو سکا۔ ایسی کوششیں عموماً" بار آور نہ ہوئیں۔ لیکن یہ بھی ماننا پڑے گا کہ تمام مسلمان جماعتیں اپنی انفرادی و حدتوں کے باوجود آپس میں اجتماعی طور پر متحد ہو سکتی ہیں۔ اور یہ ممکن اتحاد مسلم امہ کے لیے

اشد ضروری ہے۔

آجکل جب کہ غیر معتدل فرقہ واریت اور متعصبانہ انتہاپسندی عالم اسلام کیلئے سب سے بڑا داخلی خطرہ بن کر سر پر منڈلا رہے ہیں۔ اگر یہ کوشش کی جائے کہ موجودہ فرقوں کو ختم کردیا جائے تو اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنا امر محال ہے۔ اندریں حالات دینی و ملی خیراندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ اس نازک صورت حال اور آزمائشی دور میں ما بہ الاشتراک کے اصول پر کار بند رہا جائے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں اکثر شواہد ایسے ملتے ہیں کہ علمائے عظام کا ایک گروہ بنیادی و مرکزی دینی عقائد کے اشتراک کے اصول پر مختلف مسلکوں کے درمیان میں موافقت اور مطابقت پیدا کرتا رہا۔ اور اس حقیقت کے ناقابل تردید اثبات موجود ہیں کہ شیعہ و سنی بھائیوں کو قریب تر لانے کی جو کوششیں ہوتی رہی ہیں وہ عموماً" بار آور ثابت ہوئی ہیں مثلاً" ایسی کوشش تحریک آزادی پاکستان کی جدوجہد کے ایام میں ہوئی اور شیعہ و سنی کی مشترکہ مساعی جلیلہ سے مملکت پاک معرض وجود میں آگئی۔

تقسیم ہند کے بعد سرزمین پاکستان پر ۱۹۵۱ء میں ہر مکتب فکر کے جید علما نے ۲۲ نکات پر اتحاد کرلیا تحریک ختم نبوت کے ایام میں شیعہ سنی کا مثالی اتحاد مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔ اس وقت بھی عوام کی اکثریت اتفاق کی حامی ہے ملک میں امن کی فضا اور بھائی چارے کا ماحول قائم رکھنے کی دل سے متمنی ہے مگر ایک قلیل قامت طبقہ اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی اور ذاتی منفعت کی حرص میں قوم کے سکون کو تباہ کردینے پر مصر ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا شوشہ چھیڑ کر ملک و ملت کی قسمت سے کھیلنے میں مشغول ہے۔

تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ مسلمانوں کو دشمنان اسلام سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا نقصان ان کی آپس کی پھوٹ اور باہمی رقابتوں نے پہنچایا ہے۔ بغداد کی بربادی ہو یا ڈھاکہ کا سقوط ' المیہ سپین ہو یا فلسطین کا سانحہ ' مسئلہ کشمیر ہو یا افغانستان کا تنازعہ تاریخ نے اپنے آپ کو بار بار دھرایا ہے وقت مقام اور کرداروں کی تبدیلی کے باوجود مسلمانوں کی پستی اور زوال کی داستان ایک ہی ہے۔ اور بدقسمتی سے ہم تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔

مسلمان ایک عمارت ہیں

پس اتحاد بین المسلمین کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مابین اختلاف پیدا ہونے کے اسباب کو سمجھا جائے اپنا عقیدہ چھوڑا جائے نہ دوسرے کے عقیدے کو چھیڑا جائے۔ آپس کی رواداری کو فروغ دیا جائے ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے جذبے کو اجاگر کیا جائے۔ اصلاح ضرور ہو مگر فساد برپا نہ کیا جائے۔ کثرت تعداد کے غرور میں کم تعداد جماعتوں پر جبروتشدد سے اپنا ہم نوا بنانے کی غیر اسلامی روش ترک کی جائے۔ آئین پاکستان اور نظام قرآن و سنت کے مطابق ہر شہری کو اس کی مذہبی زندگی اپنے مسلک کے مطابق گزارنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے۔ کسی مسلمان جماعت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے منافرت پھیلانے کی مذموم مہم کا سد باب کیا جائے اور دین کے نام پر کسی ایمان دار گروہ کے خلاف کوئی ایسا قانون وضع نہ کیا جائے جو قرآن و سنت کے قوانین سے متصادم ہو۔

طویل مضمون کے مطالعہ کی زحمت دینے پر معذرت خواہی کے ساتھ دعا گو ہیں کہ اللہ اتحاد بین المسلمین کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو دور فرما کر تمام امت مسلمہ میں قومی اتحاد پیدا کرے' کیونکہ مسلمان ایک عمارت کی مانند ہیں جیسے عمارت کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو اور اس کی ایک اینٹ سے دوسری اینٹ کو تقویت ملتی ہے اسی طرح امت مسلمہ کے تمام فرقے ایک خدا ایک قرآن ایک نبی ایک قبلے کو بنیاد بنا کر اور تمام فروعی و سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک دوسرے کی قوت کا سبب بن سکتے ہیں۔ امت مسلمہ کی وحدت کے لئے ہمہ وقت ہر قسم کی گفت و شنید اور قربانی دینے کے لئے تیار رہیں۔

شکریہ والسلام والدعا

خادم اسلام خیرخواہ پاکستان

عبدالکریم مشتاق

کراچی

حکومت پنجاب کا پریس نوٹ

سپاہ صحابہ امن وامان پامال کرنے پر تل چکی تھی۔ پریس نوٹ

معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے قانون ہاتھ میں لیا گیا۔ امن وامان کے لئے قانوی کارروائی ضروری تھی۔

لاہور (پ ر) حکومت پنجاب نے لاہور اور گجرات میں سپاہ صحابہ کے جلوس اور اس سلسلے میں امن عامہ کے تحفظ کے لئے کئے گئے اقدامات کے سلسلہ میں درج ذیل پریس نوٹ جاری کیا ہے۔ ۵ فروری ۱۹۹۳ء کو صادق آباد ضلع رحیم یار خان سے شروع ہونے والے کاروان سپاہ صحابہ کے سلسلہ میں امن وامان برقرار رکھنے کے لئے مورخہ ۴ فروری ۱۹۹۳ء کو سول سیکرٹیریٹ لاہور میں سپاہ صحابہ کے قائدین اور حکومت پنجاب کے نمائندوں کے درمیان بات چیت ہوئی تھی۔ سپاہ صحابہ کے قائدین میں مولانا ضیاالرحمٰن فاروقی، مولانا ضیا القاسمی، مولانا پیر سیف اللہ خالد، قاری محمد حنیف جالندھری اور ان کے علاوہ مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد لاہور موجود تھے جبکہ حکومت کی طرف سے ہوم سیکریٹری، سیکرٹری اوقاف شامل تھے۔

امن وامان کے تقاضوں اور فقہ جعفریہ کی جانب سے ظاہر کی جانے والی تشویش کے پس منظر میں صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ کاروان سپاہ صحابہ کے تحت صرف رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان، خانیوال، ساہیوال، اوکاڑہ، ٹوبہ، جھنگ، فیصل آباد، سرگودھا، لاہور اور جہلم میں پرامن جلسے منعقد ہوں گے اور کوئی جلوس نہ نکالا جائے گا۔ نہ تو اسلحہ کی نمائش کی جائے گی اور نہ ہی اشتعال انگیز نعرے لگائے جائیں گے۔ جلسے ضلعی انتظامیہ کے مشورے سے ہوں گے اور سپاہ صحابہ کی مقامی قیادت ضلعی انتظامیہ سے مکمل تعاون کرے گی لیکن مندرجہ بالا فیصلوں اور یقین دہانی کے باوجود سپاہ صحابہ کی لیڈر شپ اور ان کے ساتھیوں نے معاہدہ کی پابندی نہ کی اپنے طویل راستے میں قابل اعتراض نعرے لگائے۔ اسلحہ کی نمائش اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی پوری کوشش کی۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے طویل جلوس

نکالے جس سے ٹریفک انتظامات درہم برہم ہو گئے عوام کو اس سے تکلیف پہنچی۔ انہوں نے اسلحہ کی نمائش سے عوام میں شدید خوف و ہراس پیدا کیا۔

لاہور اور گجرات کے جلوسوں اور امن عامہ کی صورتحال کے بارے میں وضاحت درج ذیل ہے۔ مورخہ ۹ فروری ۱۹۹۳ء کو سپاہ صحابہ کا جلوس سرگودھا سے براستہ شیخوپورہ ہوتا ہوا شام کے وقت بیگم کوٹ شاہدرہ پہنچا۔ جس میں سپاہ صحابہ کے کارکن ڈنڈوں سے لیس تھے۔ موٹرسائیکلوں پر سوار تھے اور ان کا انداز کافی جارحانہ تھا۔ شرکائے جلوس نے ایک پیٹرول پمپ پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دیا۔ سروس کے لئے آئی ہوئی گاڑیوں کے شیشے توڑ دیئے اور املاک کو نقصان پہنچایا۔ جب یہ جلوس آزادی چوک سے ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا تو ایک پجارو گاڑی جسے ایک مقامی کونسلر کا کم عمر بیٹا چلا رہا تھا شیرانوالہ گیٹ کی طرف سے آئی جب اس گاڑی نے سڑک کراس کرنے کی کوشش کی تو شرکاء جلوس نے ڈنڈوں سے گاڑی کو نقصان پہنچایا۔ گاڑی کی سکرین اور شیشے توڑ دیئے۔ جلوس میں سے چند افراد نے فائرنگ بھی کی۔ اس دوران گاڑی میں سوار افراد نیچے اتر آئے جن کو جلوس کے شرکاء نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے دو افراد زخمی ہو گئے ان کی حمایت میں اور لوگ بھی وہاں آ گئے اور فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس نے بڑی مشکل سے صورت حال پر قابو پایا۔

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۹۳ء شام چھ بجے سپاہ صحابہ کا جلوس مولانا اعظم طارق کی قیادت میں گوجرانوالہ اور وزیرآباد کے راستے روانہ ہوا۔ اس جلوس میں پانچ چھ سو افراد کاروں اور ویگنوں پر سوار تھے۔ جلوس میں شامل افراد کے پاس اسلحہ تھا جس کی وہ نمائش کرتے ہوئے قابل اعتراض نعرے لگاتے ہوئے۔ اور امن و امان کو تہ و بالا کرتے ہوئے براستہ نیو پل چناب گجرات کی حدود میں داخل ہوئے بروقت اطلاع پر اسسٹنٹ کمشنر گجرات قاضی نصیر احمد، راجہ منور حسین ڈی ایس پی مع پولیس کی ضروری نفری کے نیو پل چناب کے قریب موجود تھے چونکہ ضلع گجرات میں دفعہ ۱۴۴ ض ف کے تحت جلسہ جلوس اور اسلحہ کی نمائش پر پابندی ہے اس لئے اسسٹنٹ کمشنر نے جلوس کے شرکاء کی توجہ اس طرف دلائی اور انہیں منتشر کرنے کی کوشش کی گئی

لیکن جلوس کے شرکاء باز نہ آئے کوئی چارہ کار نہ پاکر اسسٹنٹ کمشنر کے حکم پر آنسو گیس کے چند شیل پھینکے گئے مگر پھر بھی شرکاء جلوس منتشر نہ ہوئے جلوس کے شرکاء میں سے ایک سو افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ پانچ کاریں اور دو ہائی ایس ویگنیں قبضہ پولیس میں لے لی گئیں۔ گرفتار شدگان سے درج ذیل اسلحہ قبضہ میں لیا گیا۔ جس سے ایک کلاشنکوف پانچ دیگر رائفلوں کے علاوہ بہت سے کارتوس تھے۔ مولانا اعظم طارق معہ اپنے باڈی گارڈ اور دیگر ساتھیوں کو لے کر کھاریاں کیطرف چلے گئے جن ۱۰۰ افراد کو گرفتار کیا گیا ان کے خلاف مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج ہے جو زیر تفتیش ہے۔ اس کے بعد جلوس کے دیگر شرکاء ۸ بجے رات گاڑیوں میں سوار جلوس کی شکل میں جی ٹی روڈ کھاریاں پہنچے اور شارع عام پر جلسہ شروع کردیا۔ مختلف اشخاص نے اشتعال انگیز تقاریر کیں اور نعرے لگا کر مذہبی منافرت پھیلانے کی کوشش کی۔ شرکاء جلوس اشتعال انگیز تقاریر اور نعروں سے بھڑک اٹھے ایسا لگتا تھا کہ وہ امن وامان کو پامال کرنے پر تل چکے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنر کھاریاں مسٹر فیاض محمود۔ پولیس افسران اور نفری موقع پر پہنچ گئے مشتعل شرکاء جلوس کو منتشر کرنے کے لئے کوئی صورت کارگر نہ پاکر ان میں سے ۲۹۴ افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔

کچھ گرفتار شدگان کے قبضہ سے اسلحہ بھی قبضہ پولیس میں لیا گیا جن میں رائفلیں بھی شامل ہیں۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ سپاہ صحابہ کے قائدین نے حکومت کے عہدیداروں کے ساتھ کئے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ جس سے امن عامہ کو شدید خطرہ لاحق ہوگیا۔ ان حالات کی بنا پر شرکاء جلوس کی تلاشی لے کر اسلحہ کو قبضہ میں لینا پڑا جن لوگوں نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی ضلع گجرات کی حدود میں خلاف ورزی کرتے ہوئے امن عامہ کی صورت حال کو خراب کیا ان کے خلاف قانونی کارروائی ناگزیر تھی۔ واضح رہے کہ حکومت کسی بھی جماعت یا گروہ کو قانون شکنی اور امن وامان کو درہم برہم کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔

Are Later Generations bound by decisions of the Companions ?

Dr. Sir Mohammad Iqbal's reply.

"But supposing the Companions have unanimously decided a certain point, the further question is whether later generations are bound by their decision?

"I think it is necessary in this connection to discriminate between a decision relating to a question of fact and the one relating to a question of law.

In the former case, as for instance, when the question arose whether the two small suras known as "Muavazatain" formed part of the Quran or not, and the Companions unanimously decided that they did, we are bound by their decision. Obviously because the Companions alone were in a position to know the fact.

In the later case the question is one of interpretation only, and I venture to think, on the authority of Karkhi, that later generations are not bound by the decision of the companions. Says Karkhi. The sunnah of the be cleared up by Qiyas, but it is not so in matters which can be established by Qiyas" (The Reconstruction of Religious Thought in Islam page 175.)